عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE

جلد نمبر ۸ | شمارہ نمبر ۲۹

محبتِ رسول ﷺ

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

سخاوت و حیاء کے پیکر سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عبرت انگیز اور ایمان افروز واقعات

تبلیغی جماعت رائے ونڈ کے عالمی اجتماع پر تاثرات

وادیٔ تمران کا مصنوعی حج
حکومت اور اہل اسلام کیلئے لمحۂ فکریہ!

آستین کے سانپ یعنی قادیانی سانپ

- جنہوں نے قصرِ نبوت کی دیوار میں ارتداد کا ڈنک مار کر قادیانی نبوت چلانے کی ناپاک جسارت کی۔
- جنہوں نے پاکستان کی بنیادوں میں علیحدگی کا ڈنک مارا اور وطن عزیز دو لخت ہو گیا۔
- جو ملتِ اسلامیہ کی رگوں میں فرقہ پرستی کا زہر گھول کر انتشار و خلفشار کی فضا پیدا کر رہے ہیں۔
- یہ سانپ اسی دھرتی کا دودھ پیتے ہیں، اسی میں بلیں بنا کر رہتے ہیں اور ہر بل کا کنکشن اسرائیل سے جا ملتا ہے

آپ کے مسائل

ترتیب: مولانا منظور احمد الحسینی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

قادیانی سہیلی سے تعلق رکھنا

اسماء صدیق ـــــــ کراچی

س: میری ایک بہت قریبی دوست ہے جو قادیانی ہے جس وقت میری اس سے دوستی ہوئی تھی، مجھے اس بات کا علم نہیں تھا جب دوستی انتہائی مضبوط اور پختہ ہوگئی اس کے بعد کسی اور ذریعے سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی میری اس دوست نے مجھے خود کبھی یہ بات نہیں بتائی اور کبھی دین کے مسئلہ پر کوئی بات بھی نہیں ہوئی اب میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی۔ کہ کیا کروں؟

۱۔ کیا اپنی اس قادیانی دوست سے تعلق ختم کرلوں؟

ج۔ جی ہاں! اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنا ہے تو قادیانی سے تعلق توڑنا ہوگا۔

۲۔ کیا قادیانیوں یا کسی غیر مسلم سے دوستی رکھنا جائز ہے؟

ج۔ حرام ہے۔

۳۔ قادیانی کافر ہیں یا مرتد؟

ج۔ قادیانی مرتد اور زندیق ہیں۔ اس کے لئے میرا رسالہ "قادیانیوں اور دوسرے مسلمانوں میں درمیان کیا فرق ہے؟" ملاحظہ فرمائیں۔

قادیانی کے ایک سوال کا جواب

محمد ہارون ـــــــ مانسہرہ

س: ایک سوال جو ہمارے دفتر کے ایک چوکیدار سے ایک قادیانی نے پوچھا جس نے متفکر کر دیا ہے اور وہ قادیانی بھی ہمارے دفتر کا ہے۔

سوال یہ ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آپ کے قرآن کے مطابق دنیا میں تشریف لائیں گے تو قرآن کی یہ پیش گوئی پوری ہو جائے گی۔ اب فرض کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں۔ اور اپنے خدا کی طرف سے مقررہ عمر اور ڈیوٹی ادا کر کے فوت ہو گئے اور مقررہ جگہ پر دفن کر دیئے گئے۔ اس کے بعد قرآن میں یہ پیشگوئی آنے والا مسلمان کس طرح محسوس کرے گا۔ اور جب قرآن کی تلاوت کرے گا تو اس سے کیا مراد لی جائے گی؟

کیا قرآن پھر بھی یہ کہے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے؟ تو اس سے مراد کیا ہوگی؟

جواب سے آگاہ فرما کر ممنون فرمائیں۔

ج: اور جب جنت میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے گی تو جن آیات میں قیامت کے دن کے واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔ ان کی تلاوت کیسے ہوگی؟ جس طرح ان آیات کی تلاوت ہوگی اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلقہ آیات کی بھی تلاوت ہوگی۔

خطبہ کی اذان کا جواب

اللہ دتہ مشوری ـــــــ

س: کیا جب انسان نماز پڑھتا ہے اور قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد پہلا درود شریف پڑھتا ہے اور اسے دوسرا درود شریف بھول جاتا ہے۔ اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دیتا ہے کیا اس کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اگر دعا پڑھتے ہوئے یاد آجائے تو کیا کرنا چاہئے؟

ب۔ کیا جمعۃ المبارک کے خطبہ کی اذان کے بعد دعا یا درود پڑھنا ٹھیک ہے یا نہیں ہے؟

الف: خطبہ کی اذان کا جواب نہیں دیا جاتا۔ اور اس کے بعد دعا بھی نہیں پڑھی جاتی۔

ب: التحیات آخر میں درود شریف پڑھنا سنت ہے اگر نہیں پڑھا تو نماز ہو جائے گی۔ اور اگر دعا کے بعد یاد آئے تب بھی درود شریف پڑھ کر دوبارہ دعا پڑھ سکتا ہے۔

س: ہم نے سنا ہے کہ اذان مسجد کے اندر نہیں دینی چاہئے باہر مسجد کے بائیں طرف کھڑا ہو کر اذان دے؟

ج: مسجد کے اندر اذان دینا (سوائے اذان خطبہ کے) مکروہ تنزیہی ہے، دائیں بائیں کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

س: ظہر، عشاء کے وقت جو سنتیں پڑھی جاتی ہیں، ان کو علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھی جائیں یا اکٹھی پڑھی جائیں؟

ج: چار اکٹھی بھی پڑھ سکتے ہیں اور دو، دو کر کے الگ الگ بھی۔

قادیانی نواز کو سمجھایا جائے

ایک صاحب ـــــــ اسلام آباد

س: قادیانی کافر، مرتد اور زندیق ہیں جو شخص ان کے ساتھ لین دین رکھتا ہے کھاتا پیتا ہے اور منع کرنے والوں کی بات کو رد کرتا ہے، قرآن سنت کے مطابق اس آدمی کا بائیکاٹ کیا جائے یا نہیں۔ اس کے ساتھ کون سا ایسا سلوک کیا جائے جس سے وہ آدمی اس حرکت سے باز آجائے؟

ج: قادیانیوں کو کافر و مرتد اور زندیق سمجھنے کے باوجود اگر ان سے کاروبار کرتا ہے تو اپنی ایمانی کمزوری کی وجہ سے ایسا کرتا ہے، اس کو سمجھانے کی کوشش کی جائے اور اس سے قطع تعلق نہ کیا جائے۔

عشاء کی رکعتیں

محمد اسلم ۔ کراچی

س: اگر نماز میں شک ہو جائے تو صرف دائیں سلام کر کے سجدہ سہو کرنا کس حدیث سے ثابت ہے؟

ج۔ سلام کے بعد سجدہ سہو کرنا کئی احادیث میں ہے۔

س: اگر نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ نماز آدھی پڑھی ہے یا غلطی سے آدھی نماز کے نماز سلام پھیر دیا تو کیا پوری نماز کو لوٹانا ہوگا۔ یا صرف رہ گئی نماز پڑھنی پڑھے گی۔ ج۔ پوری نماز لوٹانی ہوگی؟۔

س: عشاء کی نماز جو پڑھی جاتی ہے لوگوں کا معمول

باقی صفحہ ۲۷ پر

ہفت روزہ
ختم نبوت
انٹرنیشنل
KHATME NUBUWWAT
AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE

اشاعت ۲۹ تا ۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۰ھ
مطابق ۲۹ تا ۵ جنوری ۱۹۸۹ شمسی
جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 29

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

سرپرست
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت
مولانا مفتی احمد الرحمٰن — مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی — مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

اس شمارے میں

(۱) نعت پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ——— (۴)
(۲) جناب حسن محمود عودہ کی قادیانیت سے توبہ مرزا طاہر کی تلملاہٹ (اداریہ) ——— (۵)
(۳) محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ——— (۸)
(۴) سخاوت وحیاء کے پیکر سیدنا عثمان ذی النورین ——— (۱۰)
(۵) عبرت انگیز اور ایمان افروز واقعات ——— (۱۱)
(۶) ۶۵ء کی جنگ سے پہلے میں پاکستان کا سفیر تھا ——— (۱۳)
(۷) عقیدۂ ختم نبوت اور اہل اسلام کی ذمہ داریاں ——— (۱۶)
(۸) آستین کے سانپ یعنی قادیانی سانپ ——— (۱۹)
(۹) وادیٔ مکلن کا مصنوعی حج حکومت اور اہل پاکستان کے لئے لمحہ فکریہ ——— (۲۱)

سرپرستان
- حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ ——— مہتمم دارالعلوم دیوبند انڈیا
- مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن صاحب ——— پاکستان
- حضرت مولانا محمد یونس صاحب ——— بنگلہ دیش
- مفتی اعظم برما حضرت مولانا محمود داؤد یوسف صاحب ——— برما
- شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد اسحاق خان صاحب ——— متحدہ عرب امارات
- حضرت مولانا ابراہیم میاں صاحب ——— جنوبی افریقہ
- حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب ——— برطانیہ
- حضرت مولانا محمد مظہر عالم صاحب ——— کینیڈا
- حضرت مولانا سعید احمد انگار صاحب ——— فرانس

سرکولیشن منیجر
محمد انور

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ ۷۴۴۰۰
فون نمبر: ۷۱۱۹۷۱

LONDON OFFICE
35 Stock Well Green
London
SW9 9HZ UK
Tel: 01-737-8199

چندہ
سالانہ ——— ۱۵۰ روپے
ششماہی ——— ۷۵ روپے
سہ ماہی ——— ۴۵ روپے
فی پرچہ ——— ۳ روپے

چندہ
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بھیجنے کیلئے الائیڈ بینک
بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳
کراچی پاکستان

نارتھ امریکہ
- وینکوور ——— جمال عبدالستار
- ایڈمنٹن ——— عامر رشید
- وینی پیگ ——— میاں حمید
- ٹورنٹو ——— حافظ سعید احمد
- مونٹریال ——— آفتاب احمد
- واشنگٹن ——— کرامت اللہ
- شکاگو ——— محمد عبدالحئی
- لاس اینجلس ——— نزل السید
- سیکرامنٹو ——— چوہدری محمد شریف گوندل

بیرون ملک نمائندے
- قطر ——— قاری محمد اسماعیل رشیدی
- دوبئی ——— قاری محمد اسماعیل
- ابوظہبی ——— قاری وحید الرحمٰن
- برما ——— محمود یوسف
- باربڈوس ——— اسماعیل قاضی
- سوئٹزرلینڈ ——— لے ایکو انصاری
- برطانیہ ——— محمد اقبال
- اسپین ——— راجہ حبیب الرحمٰن
- ڈنمارک ——— محمد ادریس
- ناروے ——— میاں اشرف جاوید
- افریقہ ——— محمد زبیر افریقی
- ماریشس ——— محمد اخلاص احمد
- ٹرینیڈاڈ ——— اسماعیل ناخدا
- ری یونین فرانس ——— عبدالرشید بزرگ
- بنگلہ دیش ——— محی الدین خان
- مغربی جرمنی ——— مشتاق الرحمٰن
- سنگاپور ——— سید زبیر حسن بخاری

نعت پاک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم

لبِ جبریل سے نازل جو ہوا !!
وحی لکھوں اسے آیت لکھوں

ظلمت و جہل میں قرآں کا نزول
حق تعالیٰ کی عنایت لکھوں !

اللہ کا فرمان کہ ہے حکمِ خدا !
سر بسر رشد و ہدایت لکھوں

نور بن کر ہے محیطِ جاں پر !
اسے کونین کی وسعت لکھوں

چشمِ بینا کی بصارت کے لیئے
میں اسے نورِ بصیرت لکھوں

آئے دنیا میں جو رحمت بن کر !
کیوں نہ انؐ کو رشتہ رحمت لکھوں

عقل کا اس میں نہیں کوئی فتور !
میں جو طیبہ کو بھی جنت لکھوں

شافع حشر جو آقاؐ ہیں ندیم
میں انہیں وجہ شفاعت لکھوں

ندیم نیازی

جناب حسن محمود عودہ کی قادیانیت سے توبہ۔ مرزا طاہر کی تلملاہٹ

گذشتہ دنوں ایک فلسطینی تعلیم یافتہ نوجوان جناب حسن محمود عودہ نے قادیانیت سے توبہ کرکے اسلام قبول کیا۔ انہوں نے لندن کی ختم نبوت کانفرنس میں بھی شرکت کی اور تقریر کرتے ہوئے کہا!

"قادیانیت ایک دھوکہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس جھوٹے مذہب کا جلد خاتمہ ہو جائے گا" (ختم نبوت شمارہ نمبر ۲۳ جلد نمبر ۸)

عودہ صاحب چونکہ ایک تعلیم یافتہ عرب نوجوان تھے اس لیے انہوں نے قادیانی ہو جانے کے بعد بہت جلد قادیانی پیشوا مرزا طاہر کا قرب حاصل کر لیا جنہیں بعد میں قادیانیوں کی طرف سے شائع ہونے والے رسالہ "التقویٰ" کا ایڈیٹر بھی مقرر کر دیا گیا۔

جیسا کہ عودہ صاحب نے فرمایا کہ قادیانیت واقعی ایک دھوکہ ہے۔ قادیانی جب شروع شروع میں کسی کو تبلیغ کرتے ہیں تو تاثر یہ دیتے ہیں کہ ہمارا مذہب کوئی نیا مذہب نہیں ہے بلکہ یہ اسی طرح کا ایک سلسلہ ہے جس طرح نقشبندی، قادری، چشتی اور سہروردی سلسلے ہیں۔ بعد میں جب اصل حقائق منکشف ہوتے ہیں تو ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ انکی اصل کتابیں دیکھنے کے بعد یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ واقعی قادیانیت ایک دھوکہ اور احمدیت کے نام سے ایک نیا مذہب ہے جناب عودہ صاحب کے ساتھ بھی یقیناً ایسا ہی دھوکہ کیا گیا بعد میں قادیانیت کی اصل حقیقت ان پر منکشف ہوئی جس کے بعد انہوں نے قادیانیت سے توبہ کرکے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔

قبول اسلام کے بعد انہوں نے عام جلسوں میں قادیانیت کی اصل حقیقت سے پردہ اٹھانا شروع کر دیا چنانچہ مانچسٹر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا اس جلسہ میں الحاج مولانا عبدالرحمن باوا، مولانا منظور احمد الحسینی اور کچھ دوسرے حضرات نے بھی شرکت کی۔ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے جناب عودہ صاحب نے فرمایا!

"بدقسمتی سے ہمارا خاندان قادیانیت کے دھوکے میں آگیا مگر اب ہم پر حقیقت کھل چکی ہے میری والدہ، میری اہلیہ، بھائی اور بہن سب قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام لا چکے ہیں...... میں مرزا طاہر کے بہت قریب رہا ہوں اور قادیانیت کو اچھی طرح جانتا ہوں یہ مذہب بالکل جھوٹ اور فریب کا پلندہ ہے انہوں نے قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے تلقین کی کہ علماء کرام کی طرف سے قادیانیت پر لکھے گئے لٹریچر کا صاف دل و دماغ سے مطالعہ کریں"

(ختم نبوت جلد نمبر ۸، شمارہ نمبر ۲۶)

جناب عودہ صاحب کے اس بیان پر مرزا طاہر تلملا اٹھا اور اس نے اپنے پریس سیکرٹری رشید چوہدری کو یہ ہدایت دی کہ وہ اس کا جواب دے چنانچہ رشید چوہدری نے جو بیان دیا اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

"علماء نے گزشتہ چند سالوں میں متعدد بار یہ اعلان کیا کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے اسلم قریشی کو اغواء کرکے قتل کرا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا جانتی ہے کہ یہ بیان سراپا جھوٹ تھا کیا عودہ صاحب جماعت احمدیہ کے ممبران کو یہ تلقین کر رہے ہیں کہ وہ اس جھوٹ پر ایمان لے آئیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جماعت احمدیہ کے مخالف علماء نے یہ الزامات بھی عائد کیے ہیں کہ احمدی جب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو محمد سے ان کی مراد مرزا غلام احمد ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ اسرائیل کی ایجنٹ ہے اسرائیل کی فوج میں ۶۰۰ قادیانیوں کا ایک دستہ خدمات انجام دے رہا ہے تاکہ مسلمانوں کے خلاف تخریبی کاروائیاں کی جا سکیں۔ جماعت احمدیہ کے ترجمان نے حسن محمود عودہ کو چیلنج کیا کہ وہ خدا کو حاضر و ناظر جان کر بتائیں کہ جب وہ قادیانی تھے تو محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے تھے یا کسی اور کا۔ نیز ان کے والدین اور دیگر اعزہ و اقربا جو احمدی ہیں اور کیا بر حیفہ اسرائیل میں مقیم ہیں کس کا کلمہ پڑھتے ہیں؟ رشید احمد چوہدری نے دعویٰ کیا کہ جہاں تک احمدیت کے مخالف علماء کے لٹریچر میں موجود اس اعتراض کا تعلق ہے کہ قادیانی اسرائیل کے ایجنٹ ہیں حسن محمود عودہ خوب اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ یہ خود کب تک اسرائیل کے ایجنٹ رہے ہیں اور ان کے عزیز و اقارب میں سے کتنے اسرائیل کے ایجنٹ ہیں" (ملت لندن ۱۵ نومبر ۱۹۸۹ء)

جہاں تک مولانا محمد اسلم قریشی کے اغواء یا قتل کا تعلق ہے تو اس میں اب بھی کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ ان کو قادیانیوں نے اغواء کیا تھا جس کا مقصد ملک میں انتشار، افراتفری اور فتنہ برپا کرنا تھا اور فتنہ قتل سے بھی زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اسلم قریشی کو قتل اس لیے نہیں کیا گیا کہ وہ اس بات کے منتظر تھے کہ قادیانی شاہ جہیہ

ترقی کرے۔ آئی جی پنجاب کے عہدے پر آئے اور وہ کوئی ڈرامہ رچا کر مرزا طاہر اور قادیانیوں کی پیشانی سے اسلم قریشی کے اغواء کا داغ دھونے کی کوشش کرے۔ اگر اس نے کوشش بھی کی لیکن وہ اسمیں کامیاب نہ ہوسکا اور جو باتیں نثار جمیہ نے اپنے بیان میں کہیں وہ تمام غلط ثابت ہوئیں۔ خود اسلم قریشی نے اپنے عمل سے اس وقت ثابت کردیا جب ایک عدالتی پیشی میں انہوں نے ایک قادیانی وکیل کو یہ کہہ کر چھری ماری کہ میرے اغواء میں اس کا بھی ہاتھ ہے۔

مرزا طاہر کارات کی تاریکی میں ملک سے بھاگنا بھی اس بات کی واضح چغلی کھا رہا ہے کہ اس اغواء میں مرزا طاہر بذاتِ خود ملوث تھا ورنہ اسے اپنی ذریت کو لاوارث اور بے سہارا چھوڑ کر ملک سے بھاگنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

۲۔ اب رہی یہ بات کہ جناب عودہ صاحب جب تک قادیانی رہے وہ کلمہ میں "محمد" سے مراد کیا لیتے رہے؟ تو اس سلسلہ میں ہم یہی کہیں گے کہ انہیں اس حقیقت کا علم اس وقت ہوا جب انہوں نے یہ حوالے پڑھے۔

(الف): "مرزا غلام قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔

"اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۴ مطبوعہ ربوہ۔ تیسرا ایڈیشن)

(ب) مرزا قادیانی کے ایک نام نہاد صحابی نے مرزا قادیانی کے بارے میں یوں بکواس کی:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں —!
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل !
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

(ج) مرزا قادیانی کا لڑکا مرزا بشیر ایم اے لکھتا ہے کہ ہمیں نئے کلمہ کی ضرورت نہیں کیوں! اس لیے کہ!

"ہاں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے آنے سے (کلمہ کے مفہوم میں) ایک فرق ضرور پیدا ہوگیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت سے پہلے تو "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت کے بعد "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی۔ لہٰذا مسیح موعود

۲۵

تفصیل آمد خرچ مشنہائے بیرون

حیفا

(۱۲)

(اسرائیلی پونڈ ۲،۷۶۰ = ۴۵۰)

آمد

شمار	نام مدات	اصل آمد ۶۴-۶۵	بجٹ ۶۵-۶۶	بجٹ ۶۶-۶۷
۱	چندہ تحریک جدید		۱،۳۵۰	۱،۳۵۰
۲	عام وحصہ آمد		۱،۷۰۰	۱،۷۰۰
۳	زکوٰۃ		۱۰۰	۱۰۰
۴	عید فنڈ	۳،۴۰۰		
۵	فطرانہ		۱۲۵	۱۲۵
۶	متفرق		۱۲۵	۱۲۵
	میزان آمد	۳،۴۰۰	۳،۴۰۰	۳،۴۰۰

خرچ

عملہ

شمار	نام مدات	اصل اخراج ۶۴-۶۵	بجٹ ۶۵-۶۶	بجٹ ۶۶-۶۷
۱	مرکزی مبلغین ۱	۹۷۲	۹۷۲	۹۷۲
۲				
	میزان عملہ	۹۷۲	۹۷۲	۹۷۲

سائر

شمار	نام مدات	اصل اخراج ۶۴-۶۵	بجٹ ۶۵-۶۶	بجٹ ۶۶-۶۷
۱	اشاعت لٹریچر		۴۰	۴۰
۲	تبلیغی مجالس وعیدین		۶۰	۶۰
۳	دورے وسفر خرچ		۴۰	۴۰
۴	مہمان نوازی	-	۵۰	۵۰
۵	کرایہ مکان فرنیچر			
۶	بجلی، پانی، گیس وغیرہ	۱،۰۵۵	-	-
۷	سٹیشنری		۱۵	۱۵
۸	ڈاک تار وٹیلیفون		۵۰	۵۰
۹	کتب اخبارات		۵۰	۵۰
۱۰	متفرق		۵۰	۵۰
۱۱	اخراجات رسالہ البشریٰ		۷۰۰	۷۰۰
	میزان سائر	۱،۰۵۵	۱،۰۵۵	۱،۰۵۵
	کل خرچ عملہ وسائر	۲،۰۲۷	۲،۰۲۷	۲،۰۲۷
	ریزرو مرکزی	۱،۳۷۳	۱،۳۷۳	۱،۳۷۳
	کل میزان	۳،۴۰۰	۳،۴۰۰	۳،۴۰۰

خلاصہ

آمد	۳،۴۰۰
خرچ	۳،۴۰۰
خالص	-

احمدیہ تحریک جدید کے سالانہ بجٹ ۶۷-۱۹۶۶ء کے صفحہ ۲۵ کا عکس۔

کے آنے سے نعوذباللہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے (کیونکہ زیادہ شان والا نبی مرزا قادیانی اس کے مفہوم میں داخل ہوگیا۔ ہاں مرزا کے بغیر یہ کلمہ مہمل، بے کار اور باطل رہا۔ اسی وجہ سے مرزا کے بغیر اس کلمہ کو پڑھنے والے کافر، پکے کافر ٹھہرے۔ ناقل) غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لیے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی آمد نے "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی ہے۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۵۸ مولفہ مرزا بشیر قادیانی)

(د) اس سے بھی واضح انداز میں مرزا بشیر مزید لکھتا ہے!

"علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صار وجودی وجودہ، نیز من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی وما رای اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو..... دنیا میں مبعوث کرے گا، جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعتِ اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی ـــ فتدبروا"

(کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

DAILY NAWA-I-WAQT KARACHI

روزنامہ نوائے وقت کراچی

بانی حمید نظامی مرحوم — ایڈیٹر مجید نظامی

کراچی لاہور، راولپنڈی اور ملتان سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

جلد	شمارہ	اجراء ایڈیشن		صفحات	قیمت
۷	۹۹	۳۱۶۵	منگل ۲ جمادی الاول ۱۴۰۶ھ ۱۴ جنوری ۱۹۸۶ء ۳۰ پوہ ۲۰۴۲ ب	۱۲	ڈیڑھ روپیہ

بین تبصرہ

Friday, November 22, 1985 The Jerusalem Post

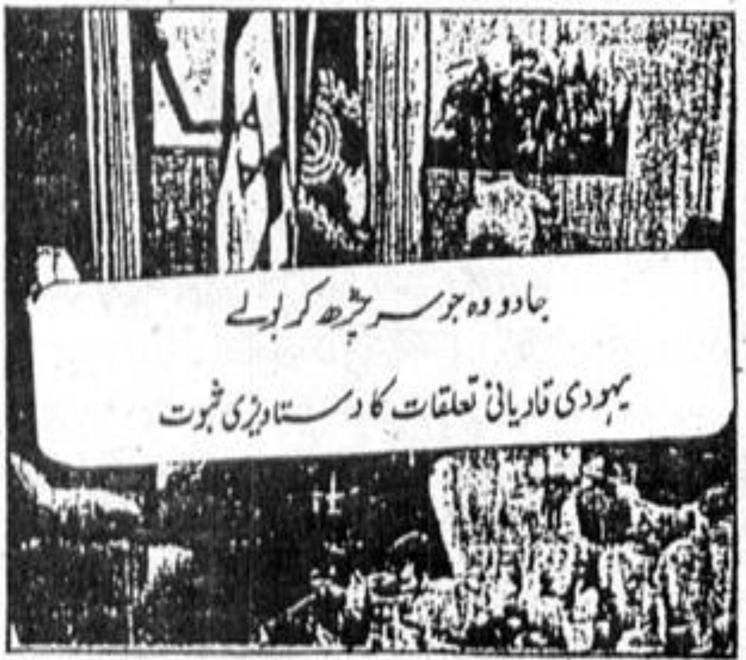

Sheikh Sharif Ahmed Amini (centre), the outgoing head of the Ahmediya, an Indian Moslem sect locally based in Haifa, introduced his successor, Sheikh Mohammed Hamid Kawpar, to President Chaim Herzog yesterday at Beit Hanassi. The new leader of the sect, which has 1,200 followers in Israel, brought numerous documents as evidence that the sect is persecuted in Pakistan. The outgoing sheikh, who is returning to India, praised Israel for allowing his sect to enjoy complete religious freedom. (Rahamim Israeli)

یروشلم پوسٹ: احمدیہ جماعت کے سبکدوش ہونے والے سربراہ شیخ شریف امینی نے نئے سربراہ شیخ محمد حامد کا اسرائیلی صدر سے تعارف کرایا۔ شیخ شریف نے قادیانیوں کو مکمل مذہبی آزادی دینے پر اسرائیل کی تعریف کی۔

ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ نہ صرف عودہ صاحب بلکہ ہر سادہ لوح قادیانی جسے یہ حوالہ جات دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ وہ اصل کتب سے ناواقفیت کی بنا پر اپنی سادہ لوحی سے کلمہ پڑھتے وقت یہی تصور رکھتا رہا ہے کہ ہم محمد رسول اللہ ہی کا کلمہ پڑھتے ہیں لیکن جب اس نے اصل کتابوں پر غور کیا تو اسے پتہ چلا کہ کلمہ میں محمد سے مراد دو محمد ہیں ایک خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرا مرزا قادیانی۔

جناب عودہ صاحب بھی عدم واقفیت کی بناء پر اسی دھوکہ کا شکار رہے لیکن جب اصل کتابیں سامنے آگئیں تو انہوں نے حقیقت کو پالیا اور وہ قادیانیت

باقی صفحہ ۲۶ پر

محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

از: محمد اقبال، حیدر آباد

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے۔ اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلعم کی محبت عین ایمان ہے۔ کسی دل میں محبتِ رسول صلعم کے بغیر خدا کی محبت پیدا ہی نہیں ہوسکتی۔ مسلمانوں کے لئے محبتِ رسول صلعم ان کے ایمان و اسلام کا معیار ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ محبت و عقیدت اور آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنا ہر ایک مسلمان کا مقصودِ حیات ہے۔

حضور نبی کریم صلعم نے اپنی محبت کو امت پر فرض کرتے ہوئے فرمایا: قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے ہاں اس کے باپ اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

"تم میں سے کوئی بھی ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے ہاں اس کے باپ اس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: یہ تین چیزیں جس کے اندر ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس پالے گا۔ ① یہ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت اس کے دل میں سب سے زیادہ ہو۔ ② یہ کہ جس سے بھی محبت رکھے صرف اللہ کے لئے رکھے۔ ③ یہ کہ دوبارہ کافر بننا اس کو اس قدر ناگوار ہو جیسے آگ میں ڈالا جانا ناگوار ہوتا ہے۔

محبت ہی ادب سکھاتی ہے، توقیر سکھاتی ہے، محبت ہی اتباع و اطاعت پر آمادہ کرتی ہے کیا آپ نے کبھی محبتِ رسولؐ کو اطاعت اور اتباع کے پیمانے سے بھی ناپا ہے؟ چشمِ فلک اور کائنات کا ذرہ ذرہ گواہ ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دُنیا میں تشریف لائے تو شرک و کفر کی گھٹائیں چھٹ گئیں۔ ظاہری ٹھاٹھ باٹھ اور رسم و رواج کے بُت پاش پاش ہوگئے۔ لہو لعب اور اسراف و تبذیر کا جنازہ اُٹھ گیا۔ اور انسانوں کے تاریک دلوں میں نورِ ایمان کی قندیلیں جگمگا اُٹھیں لیکن اب ہم حضور نبیؐ کے نام لیوا ظاہر زیب و زینت اور نمائش و آرائش میں تو مگن ہیں لیکن دلوں کی دنیا بدلنے کی ہمیں کوئی فکر نہیں۔ ایک کان سے سنتے ہیں دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں اور دعویٰ محبت کرتے ہیں۔ حقیقی اسلام سے ہمیں کوئی سروکار نہیں اور اسراف و تبذیر کو ہم عین اسلام سمجھتے ہیں۔

آج مسلمان عورتیں اور مرد پاؤں میں جھانجھر باندھتے ہیں جوکہ ہندوؤں کی رسم ہے۔ کیا یہی محبتِ رسولؐ ہے؟ عورتیں ماتھے پر بندیا لگاتی ہیں جوکہ ہندوؤں کی رسم ہے کیا یہی محبتِ رسولؐ ہے؟ شادی والے گھر ریکارڈنگ ہورہی ہوتی ہے گانے بج رہے ہوتے ہیں اور علماء حضرات نکاح پڑھاتے ہیں کیا یہی محبتِ رسول ہے؟۔

تمام مسلمان شادیاں ہندوؤں کی رسوم پر کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر کرنے سے ان کی ناک کٹتی ہے۔ کیا یہی محبتِ رسولؐ ہے؟ کیا تمہارا ایمان کھوٹا نہیں؟۔

محبتِ رسولؐ کی حقیقت "فاتبعونی" (میرا اتباع کرو) میں مضمر ہے۔ مسلمان جب تک اس راز سے آشنا یعنی صحابہؓ اسرار رہے انہوں نے آپؐ کی تحریکِ اسلامی کو جاری و ساری رکھا اور ہر گوشۂ حیات میں اقوامِ عالم کی رہنمائی کی۔ اصل یہ ہے کہ آپؐ کے اتباعِ کامل کے بغیر محبتِ رسولؐ ناقابلِ اعتبار ہے۔ یاد رکھیں حبِ خدا، حبِ رسول اور اتباعِ سنتِ رسول اللہ صلعم نجات کا واحد راستہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (پورا) مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس چیز کی تابع نہ ہوں جس کو میں (خدا کی طرف سے) لایا ہوں۔

اس اصول کے پیشِ نظر آپ دیکھیں کہ کس حد تک آپ نے اپنی سیاسی و معاشرتی اور اقتصادی و ملی ضروریات کو فرمانِ رسولؐ کے سانچے میں ڈھالا ہے اور کہاں تک آپؐ اپنی روز مرہ زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق عمل پیرا ہیں؟ پھر آپ محبتِ رسولؐ کو ناپیں۔ آپؐ کے حکم اور فرمان کے مقابلہ میں دوسروں کا حکم مانا جائے کافروں کی رسم و رواج اپنائی جائیں۔ آپؐ کے حکم اور فرمان کے مقابلہ میں اپنی مرضی پر عمل پیرا ہیں تو یہ محبتِ رسول صلعم نہیں ہے۔

حضور اکرم صلعم ہر اعتبار سے معروضِ محبت ہے آپؐ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور اللہ تعالیٰ کل بنی نوع انسان کا اللہ ہے لہٰذا مہر و وفا کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم اپنے اللہ کے محبوب سے محبت کریں اور اسے معروضِ محبت بنالیں۔ جمالیاتی نقطۂ نظر سے بھی آپؐ معروضِ محبت ہیں یہی وجہ ہے کہ حسن سے محبت کرنا فطرتِ انسانی کا خاصہ ہے اور آپؐ صورت و سیرت ہر لحاظ سے پیکرِ حسن تھے۔

محبت کی دنیا میں آپؐ ہمارے اللہ کے قاصد و نامہ بر ہیں آپؐ کی وساطت سے ہمیں اپنے اللہ کا ارمغان بیش و بہا و بے مثال ملا جو قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید بھی آپؐ کی طرح روشنی میں آفتاب اور حسن میں ماہتاب ہے وہ زندہ خدا کا زندہ کلام ہے اور حق کے ساتھ باتیں کرتا ہے چونکہ آپؐ ہمارے اللہ کے پیارے اور آخری قاصد و پیغمبر ہیں اس لئے آپؐ محبوب سبحانی ہی نہیں محبوب انسانی بھی ہیں۔

دین کی دنیا میں آپؐ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول و نبی ہیں اور یہ ایسا اعزاز و منصب ہے جس کی عظمت کا فکرِ انسانی اندازہ نہیں کرسکتی۔ کسی بادشاہ یا حکمران کا قاصد و نامہ بر ہونا بہت بڑا اعزاز و منصب سمجھا جاتا

ہے لیکن اللہ جل شانہ کے سامنے بڑے سے بڑا شہنشاہ باعزت پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتا۔ آپؐ تو پیغمبر اعظم ہیں اور رحمت اللعالمین بھی۔ آپؐ سے بڑھ کر نہ تو کوئی انسان کا محبوب ہو سکتا ہے نہ ہے اور نہ ہوگا۔ غزوۂ بدر کے موقع پر انصاریوں نے آنحضرت صلعم سے کہا تھا کہ آپؐ فرمائے تو ہم لوگ آگ میں کود نے کو تیار ہیں یہ ہے آنحضرت صلعم کی ذات سے محبت کا تعلق۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفیر کی حیثیت سے مکہ تشریف لے گئے تو صحابہ کرامؓ کو رشک ہوا کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو مزے سے کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مجھے امید نہیں کہ وہ میرے بغیر طواف کریں"۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوسفیان اور مکہ کے سرداروں سے ملتے رہے اور حضور صلعم کا پیغام پہنچاتے رہے جب واپس ہونے لگے تو قریش نے خود درخواست کی کہ تم مکہ میں آئے ہو تم طواف کرتے جاؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ "یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ حضور صلعم تو روکے گئے ہوں اور میں طواف کر لوں" قریش کو اس جواب پر غصہ آیا جس کی وجہ سے انہوں نے حضرت عثمانؓ کو روک لیا۔

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر میں طواف کر لوں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا"۔

کتنے روح پرور اور ایمان افروز لفظ ہیں۔ عشق رسول صلعم میں پختگی اور محبت رسولؐ میں وارفتگی کا اس سے بہتر نظارہ چشم و فلک نے کہیں دیکھا ہو مشکل ہے! بہت مشکل!!

دنیوی عشرت و بہار اور عیش و نشاط کو تو عشاق نے قربان کر دیا تھا لیکن یہ حجرِ رسول میں عبادت الٰہی کو قربان کر دیا گیا ہو تاریخ عشق اور داستانِ محبت میں اس کی مثال شاید کہیں نہ مل سکے بیت اللہ کا طواف اللہ کی عبادت ہے لیکن حضرت عثمانؓ حضور صلعم کے بغیر اس کی ادائیگی قبول نہیں فرماتے۔

حضرت عمار بن یاسرؓ ایک آسودہ حال یہودی۔ سردار اسحاق بن شمعون کے مقروض تھے یہودی بے انتہا ظالم اور سنگدل تھا۔ اس نے کہا!

عمار اگر تم اسلام سے برگشتہ ہو جاؤ اس نئے مذہب کو چھوڑ دو۔ تو تم کو اتنا مال و زر دوں گا کہ تم آسودہ حال ہو جاؤ گے اور اگر تم چاہو تو بھتیجی اپنی سارہ بنت عامر سے تمہاری شادی بھی کر دوں گا۔ کیا تم مری درخواست کو منظور کرو گے؟

حضرت عمار بن یاسر نے فرمایا: سردار تمہارا خیال غلط ہے اگر تم سارا مال و زر بھی مجھے دینا چاہو تب بھی اسلام سے برگشتہ نہیں ہو سکتا اور اس مذہب کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اسلام ایک دین کامل ہے اور اس کی اولین تعلیم ہی ہے کہ حق پرستی اختیار کرو۔ اللہ واحد یکتا بے نیاز ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہ ساری دنیا کا مالک ہے۔ ہر چیز اس نے پیدا کی ہے اور وہ ہی تمام آدمیوں کو رزق پہنچاتا ہے اس کے سوا کوئی معبود و رزاق نہیں۔ یہ ہمارا ایک مستحکم عقیدہ ہے اور ایک لمحے کے لئے بھی ہم اس عقیدہ کو فراموش نہیں کر سکتے۔

ہمارے آقائے نامدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین انسان ہیں ان کی غریب نوازی کا یہ عالم ہے کہ کبھی کوئی سائل ان کے در سے محروم نہیں جاتا۔ عفت و عصمت کی نسبت کبھی کسی مخالف نے بھی کوئی شبہ ظاہر نہیں کیا۔ زہد و تقویٰ کا یہ عالم ہے کہ رات رات بھر نوافل میں گزار دیتے ہیں یہاں تک کہ پائے مبارک ورم کر آتے۔ انسانی ہمدردی کی یہ کیفیت کہ روزانہ فجر کے بعد غریبوں کی خدمت اور بیماروں کی عیادت کو تشریف لے جاتا۔ غریبوں کی دلنوازی اور بیواؤں کی خدمت ان کے معمولات میں شامل تھے۔ ان کے رونق افروز ہونے سے پہلے ہم تباہ کن گمراہی کی حالت میں تھے۔ ہماری اخلاقی حالت تباہ ہو گئی تھی۔ ہم اپنی سیاہ کاریوں پر فخر کیا کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے ہماری اصلاح کی اور ہمارے اعمال صالحہ کی طرف توجہ دلائی۔ ہم ایسے آقائے نامدار اور محسن اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس طرح برگشتہ ہو سکتے ہیں؟

سردار! یاد رکھو ہم دنیا کے عظیم و جلیل سرمایہ کو ٹھکرا سکتے ہیں۔ ہم تخت و تاج پر لعنت بھیج سکتے ہیں۔ ہم دنیا کی بہترین راحتوں سے بیزار ہو سکتے ہیں حتیٰ کہ اپنی جانیں بھی قربان کر سکتے ہیں لیکن ایک لمحہ کے لئے بھی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔

سردار! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ مجھے سُولی پر لٹکا دیا جائے اور مجھے خاک و خون میں تڑپایا جائے مگر میں یہ پسند نہیں کرتا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے اقدس میں کانٹا بھی چبھ جائے۔

ایک مالدار منافق اپنے آپ کو حضورؐ اور صحابہؓ سے برتر سمجھ رہا تھا۔ اس کے بیٹے عبداللہ نے تلوار نکال لی اور گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا کہ تو باپ ہے مگر حضورؐ

باقی صفحہ ۲۶ پر

آئمہ مساجد، خطباء، واعظین، مقررین کیلئے بشارت عظیمہ

خطبات و مواعظ جمعہ

تالیف مولانا حافظ مشتاق احمد عباسی

سال بھر کے ہر جمعہ کے موقع پر اور وقت کی مناسبت سے تفصیلی تقریر سالہا سال کے تجربے، سینکڑوں کتب، رسائل و جرائد سے استفادہ کے بعد یہ کتاب ترتیب دی گئی ہے۔ تقاریر جمعہ کے لئے مخصوصی امتیازات کی بنا پر یہ ایک بے مثال کتاب ہے (صفحات بڑے سائز میں، ۵۸۲، مجلد، دو رنگا ٹائیٹل قیمت /۱۲۰ روپے)

ملنے کا پتہ: ادارہ صدیقیہ نزد حسین ڈی سلوا گارڈن ویسٹ نشتر روڈ کراچی نمبر ۳

سخاوت وحیا کے پیکر

سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از: مولانا سید منظور احمد شاہ آسی مانسہرہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کا خلفائے راشدین میں تیسرا نمبر ہے۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور ابوعمرو تھی انتہائی مالدار اور سخی ہونے کی وجہ سے غنی کہلاتے تھے۔ آپ کی ولادت واقعہ فیل کے چھ سال بعد ۵۷۶ء میں طائف کے مقام پر ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے جب اسلام لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کا نکاح ان سے فرمادیا۔ یہ حضرت رقیہ کو لے کر حبشہ کی جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہجرت کر گئے ہجرت نبویؐ کے بعد یہ بھی حضرت رقیہؓ کے ہمراہ مدینہ واپس تشریف لے آئے غزوہ بدر کے موقع پر حضرت رقیہؓ کی وفات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثومؓ سے ان کا عقد فرمادیا ۹ھ میں حضرت ام کلثومؓ بھی وفات پاگئیں چونکہ آنحضرتؐ کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگراں ان کے نکاح میں آئیں اس لئے ان کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔

بڑی مدت تک کتاب وحی کی خدمت بھی انجام دیتے رہے اور مالی خدمات تو بہت زیادہ انجام دی ہیں۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر چار دن سے فاقہ تھا جب حضرت عثمان غنیؓ کو اطلاع ہوئی تو گندم اور آٹے کی کئی بوریاں اور چھوہارے اور ایک بکری کا گوشت اور تین سو روپے نقد خدمت اقدس میں روانہ کئے اور ساتھ ساتھ کھانا تیار کرکے اور گوشت بھون کر بھیجا کہ آپ کو کھانا تیار کرنے میں دیر ہوگی۔ آپ کے اہل بیت پر غشی طاری تھی اتنا بھوک کا غلبہ تھا جب ان کا بھیجا ہوا سامان اور تیار شدہ کھانا پہنچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے بارے میں فرمایا کہ وہ جنتی ہیں اور بہت دعائیں دیں۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو وہاں پانی کی انتہائی دقت تھی بیر رومہ نامی ایک کنواں یہودی کی ملکیت تھا جو ضد اور تعصب کی وجہ سے نہایت زیادہ قیمت پر مسلمانوں کو پانی دیتا تھا آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس کنویں کو خرید کر اللہ کے لئے وقف کردے میں اس کو جنت کی خوشخبری دیتا ہوں چنانچہ حضرت عثمان غنیؓ نے بھاری قیمت دے کر وہ کنواں وقف کردیا۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بہت چھوٹی تھی اس کے قریب ہی ایک قطعہ زمین بک رہا تھا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص اس جگہ کو خرید کر میری مسجد میں شامل کردے اس کے لئے جنت کی بشارت ہے۔ وہ جگہ حضرت عثمان غنیؓ نے پچیس ہزار روپے میں خرید کرکے مسجد میں شامل کردی۔

غزوہ تبوک میں سب سے بڑا کارنامہ سیدنا حضرت عثمانؓ کا یہ ہے کہ مسلمان انتہائی تنگدست تھے دور کا سفر تھا اور ایک بہت بڑی طاقتور اس زمانے کی سپر پاور حکومت کا مقابلہ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں صحابہ کرامؓ کو چندہ اور سامان اکٹھا کرنے کا حکم دیا اور فرمایا جو اس لشکر کا سامان تیار کردے میں بشارت دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہے حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی آقا دو سو اونٹ مع سازوسامان کے دوں گا آپؐ نے دوبارہ پھر اعلان فرمایا تو حضرت عثمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین سو اونٹ مع سامان کے دوں گا تیسری مرتبہ آقا نے پھر اپنے پروانوں کو یہی حکم دیا حضرت عثمان غنیؓ نے اور اضافہ فرمایا جب چوتھی مرتبہ حضورؐ نے حکم دیا تو حضرت عثمان غنیؓ اپنے گھر تشریف لے گئے اور ہزار اشرفیاں لاکر دامن اقدس میں ڈالدیں آپ مسجد نبوی میں منبر پر کھڑے تھے خوشی سے بیٹھ گئے آپ کا چہرہ اقدس یوں چمک رہا تھا اور گلاب کے پھول سے بھی زیادہ لطافت چہرے پر پھیلی تھی آپ اپنے دامن کو دونوں جانب سے باری باری ہلا رہے تھے اور ساتھ ساتھ اپنے عثمان سے یہ بھی فرماتے جاتے تھے کہ عثمان تجھے آج کے بعد کسی نیک عمل کی ضرورت نہیں تو جنتی ہے جو چاہو مرضی ہے کرو تمہارے لئے یہی عمل کافی ہے قارئین حضرت عثمانؓ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ یہی ایک تحفہ کافی ہے اور ساری دنیا کے سب سے بڑے اعزازات اگر آج کسی ایک آدمی کو دے دیئے جائیں تو ان اعزازات اور تمغوں کی قیمت اس ایک اعزاز کے برابر نہیں ہو سکتی جو زبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنیؓ کو عطا فرمایا کہ بارہا ایسے القابات حضرت عثمانؓ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائے یہ مقدر کی بات ہے قسمت سے ہی یہ اعزاز ملتا ہے۔

خلیفہ راشد سیدنا صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں ایک دفعہ سخت قحط ہوا۔ اسی اثناء میں حضرت عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ کے مدینہ طیبہ پہنچے اب جو مدینہ کے تاجروں کو پتہ چلا تو دوڑے دوڑے آئے اور بولی شروع ہوگئی تاجروں نے حضرت عثمان غنیؓ سے کہا کہ جو مال دس روپے کا ہے ہم بارہ دیں یہاں تک بولی بڑھتے بڑھتے پندرہ روپے تک پہنچ گئی حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ مجھے تو اس سے زیادہ مل رہا ہے یعنی جو تاجروں نے آخری بولی دی تھی تاجروں نے کہا حضرت مدینہ میں خریدنے والے تو ہم ہی ہیں اور آپکو اس رقم سے زیادہ کون دے رہا ہے ہمیں بھی تو پتہ چلے آپ نے کہا بھائی مجھے تو ایک روپے کے مال کے دس روپے مل رہے ہیں تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو تو بات کرو تاجروں نے کہا اتنا نفع کون دے سکتا ہے جبکہ مدینہ کے تمام تاجر تو یہاں موجود ہیں آخر اور کون خریدار ہے۔ حضرت عثمان ذوالنورین نے فرمایا کہ تم گواہ رہو میں نے تمام مال فقراء مدینہ اللہ کے واسطے صدقہ کردیا ہے۔ وہ تمام غلہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اللہ کے راستے میں دے دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اسی رات کو میں نے خواب میں دیکھا آقائے مدنیؐ ایک اعلیٰ سفید رنگ کے گھوڑے پر سوار تشریف لیجا رہے ہیں میں نے عرض کی آقا مجھے تو آپ سے ملنے کا انتہائی شوق

باقی صفحہ ۲۵ پر

حاصل مطالعہ

عبرت انگیز اور ایمان افروز واقعات

تحریر: قاضی محمد اسرائیل، مانسہرہ

یتیموں کی خدمت سے جنت ملی

نبی آخر الزمان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہتر گھر وہ ہے۔ جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ اور سب سے بر گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے برا سلوک کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یتیم کی کفالت کرنے والا میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ بہت سی احادیث میں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسے جن لوگوں نے یتیموں کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے۔ اللہ پاک نے ان کو دنیا میں بھی عزت عطا فرمائی ہے اور ان کے برخلاف جن لوگوں نے یتیموں کے ساتھ برا سلوک کیا ہے۔ خدا نے ان کو دنیا میں ذلیل کیا ہے۔ آئیے دو عبرت و سبق آموز پڑھیے۔

1 حضرت ترکانی لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھے اپنی حکایت سنائی کہ اوائل عمر میں گناہ کیا کرتا تھا۔ شراب پیتا تھا ایک دن ایک یتیم لڑکا میرے ہاتھ آیا۔ جو کہ فقیر تھا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک اس کو کھانا کھلایا حمام میں غسل کرایا۔ اور اس کی میل کچیل صاف کی۔ میں نے نئے اسے کپڑے پہنائے۔ اور اپنے بیٹے سے زیادہ مروت کی چنانچہ اس کے بعد ایک رات میں نے خواب دیکھا گویا قیامت قائم ہو گئی۔ اور میرے لئے فیصلہ دوزخ جانے کا ہوا۔ اب فرشتے مجھے گھسیٹے جا رہے ہیں تاکہ مجھے آگ میں ڈال دیں۔ اچانک وہ یتیم لڑکا سامنے آگیا۔ اور اس نے کہا اے فرشتو اسے چھوڑ دو یہاں تک کہ میں اس کی سفارش کروں۔ فرشتوں نے کہا ہمیں اس کی اجازت نہیں ہے۔ یکایک اللہ کی طرف سے آواز آئی۔ اس کو چھوڑ دو۔ میں نے اسے یتیم کی سفارش کی وجہ سے بخش دیا۔ قارئین کرام۔ یتیم کی وجہ سے جنت ملی۔

2 اسی قسم کی ایک دوسری حکایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ علوی خاندان کا ایک شیخ بلخ میں رہتا تھا۔ جو عجم کے شہروں میں سے ایک شہر ہے۔ اس کی بیوی اور لڑکیاں تھیں۔ وہ فوت ہو گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی بیوی کو فقیری آگئی۔ اب وہ عورت لڑکیوں کو لیکر دوسرے شہر چلی گئی۔ تاکہ لوگوں کے طعنوں سے محفوظ رہ سکیں۔ موسم سردیوں کا تھا۔ لڑکیوں کو غیر آباد مسجد میں بٹھا کر شہر چلی گئی۔ اور شیخ البلد سے ملی۔ اور اپنا حال سنایا۔ شیخ البلد نے کہا گواہ لاؤ۔ اس عورت نے کہا میں ایک اجنبی عورت ہوں اس شہر میں میرا کوئی نہیں ہے۔ گواہ کہاں سے لاؤں۔ مگر شیخ البلد نے منہ موڑ لیا۔ وہ عورت شکستہ دل ہو کر ایک دوسرے آدمی کے پاس گئی۔ جو مجوسی تھا اسے بھی اپنا مکمل واقعہ سنایا۔ اور شیخ البلد کے پاس جانے کا قصہ بھی سنایا۔ اس مجوسی کو رحم آیا۔ اور کہا بچوں کو میرے مکان پر لے آؤ۔ وہ عورت لڑکیوں کو لائی۔ مجوسی نے خوب اچھی مدارت کی اور بہترین لباس دیا۔ جب آدھی رات ہوئی تو شیخ البلد مسلمان نے خواب دیکھا۔ قیامت برپا ہو گئی ہے۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا لواء الحمد یعنی جھنڈا لگایا گیا ہے ایک مکان موتیوں سے جڑا سونے چاندی کا تیار کردہ۔ شیخ البلد نے پوچھا۔ یا رسول اللہ یہ مکان کس کا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن موحد مرد کا تو شیخ نے کہا میں بھی مومن موحد مرد ہوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ لاؤ۔ کہ واقعی تو مسلمان موحد ہے۔ مگر میدان حشر وہ حیران رہ گیا۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وہ عورت خاندان کی آئی تھی یتیم بچوں کو لیکر تو تو نے کہا تھا گواہ لاؤ۔ اب تم بھی گواہ لاؤ۔ اس کے بعد شیخ البلد کی آنکھ کھل گئی۔ وہ بہت غمگین تھا۔ اس عورت کو تلاش کیا تو وہ عورت مجوسی کے گھر تھی۔ مجوسی سے کہنے لگا کہ یہ عورت لڑکیوں سمیت مجھے دے دو۔ مجوسی نے کہا یہ بہت مشکل ہے۔ شیخ البلد نے کہا ایک ہزار دینار لے لو مجوسی نے کہا اس عورت کے آنے کے بعد میرے گھر آئی تھی۔ میں نے اس کی برکات دیکھی تھیں۔ تو اس وقت تک نہ سویا۔ جب تک میں اس کے ہاتھ پر مسلمان نہ ہو گیا۔ میرے گھر میں بہت سی برکات نازل ہوئی ہیں۔ اور وہ مکان جس کی کوشش میں اب تم نکلے ہو۔ وہ میرا ہو چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ مجھے بھی خواب میں آئے ہیں۔ اور فرما گئے ہیں کہ اس بیوہ پر احسان کرنے کی وجہ سے تیرے لئے جنت میں محل مقرر کر دیا گیا ہے۔ اور تیرے گھر والے جنتی ہیں۔ شیخ البلد نے کہا مگر رسول اللہ نے فرمایا تھا یہ مومن کے لئے ہے۔ تو تو مجوسی ہے۔ اس نے کہا جب یہ عورت میرے گھر آئی تھی۔ اور میں نے اس کی برکات دیکھی تھیں۔ تو اس وقت تک میں نہیں سویا جب تک میں اس کے ہاتھ پر مسلمان نہ ہو گیا تھا۔ اس لئے اب میں مسلمان ہوں۔ یہ عورت اور لڑکیاں میرے اسلام کی گواہ ہیں۔ پس وہ شیخ البلد ہاتھ ملتا رہ گیا۔ عمدۃ النخا نو صفحہ نمبر ۱۱۲ جلد اول۔

محترم قارئین کرام یتیم کی خدمت کی وجہ سے جنت ملی۔ آپ بھی یتیموں کی خدمت کریں۔

اللہ کا گھر ہر بندے کا دل ہے

اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے فرماتا ہے۔ کہ میرے بندے تمہارا دل میرا گھر ہے۔ دیکھو میں نے تمہارے گھر یعنی جنت میں شیطان کو داخل نہ ہونے دو۔ اور اگر تم بھی میرے گھر یعنی اپنے دل میں شیطان کو داخل نہ ہونے دو۔ اور اگر تم نے میرے گھر یعنی اپنے دل میں شیطان کو داخل نہ ہونے دیا۔ اور اگر تم نے اس میرے گھر میں اسے لا بٹھایا تو یہ انصاف نہ ہوگا (تفسیر ابن کبیر حضرت علامہ فخر الدین رازی)

خدا کا گھر اصل میں خدا کے دل میں ہے۔ اور انسان کا گھر اس شخص کے لئے جنت ہے۔ دیکھو خدا نے ہمارے گھر کی کیسی حفاظت فرمائی ہے۔ بغیر اسی شخص کے جس کا گھر ہے۔ کسی کو داخل نہیں کیا ہمیں بھی چاہیے کہ خدا کے گھر دل میں سوائے خدا کے کوئی نہ ہو۔ اس حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے ایک شاعر نے کہا

ع لا مذہبی سے ہو نہیں سکتی فلاح قوم
ہر گز گذار سکیں گے نہ ان منزلوں سے آپ

شہزادہ نے ایک حدیث پر عمل کیا تو اللہ پاک نے سب کچھ دیا!

ایک بادشاہ کا ایک لڑکا تھا جو دین سے بڑا انس رکھتا تھا۔ اور بادشاہ اسے بزعم خویش بیکار سمجھتا تھا اور اس کی طرف کوئی توجہ نہ دیتا تھا۔ اس کے کھانے پینے اور پہننے کا کوئی معقول انتظام نہ تھا۔

شہزادے کو اس بات کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ وہ ایک دینی مدرسہ میں علم دین حاصل کرنے لگا۔ ایک روز اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پڑھی "من صمت نجا" یعنی خاموشی میں نجات ہے۔

شہزادے نے یہ حدیث پڑھ کر بالکل ہی چپ سادھ لی۔ حتیٰ کہ کوئی کچھ کہے تو بھی نہیں بولتا تھا۔ اس نے آقائے نامدارؐ کی حدیث پاک پر عمل کرکے خاموشی اختیار کی تھی۔ تو اس کی اس خاموشی سے بادشاہ کو جو آخر باپ تھا فکر ہوئی۔ کہ اسے کیا ہوا؟ ایک طبیب کو بلایا۔ تاکہ وہ اس کا علاج کرے۔ طبیب نے دیکھ کر کہا اسے خشکی ہوگئی ہے۔ اسے ہر روز دودھ، گھی، بادام وغیرہ دیئے جائیں۔ چنانچہ شہزادے کے لئے ہر روز یہ چیزیں آنے لگیں۔ اور شہزادہ کھانے لگا۔ اور ہر روز یہ دودھ، گھی، بادام وغیرہ کھاتے ہوئے دل ہی دل میں کہا کرے۔

صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صمت نجا

یعنی حضورؐ نے سچ فرمایا کہ خاموشی میں نجات ہے۔ دیکھئے میں نے خاموشی اختیار کی تو مجھے کیا کچھ ملنے لگا ہے۔ چند روز کے بعد شہزادہ اپنے ایک ملازم کے ہمراہ شکار کے لئے گیا۔ تو ایک درخت پر ایک فاختہ بیٹھی تھی۔ اور بالکل خاموش بیٹھی تھی۔ شہزادہ اور ملازم درختوں کے نیچے سے آگے گزر گئے۔ تھوڑے دور ہی گئے تھے کہ فاختہ بولی۔ اور اس کے بولنے سے ملازم اور شہزادے کو پتہ چل گیا کہ درخت پر فاختہ بیٹھی ہے۔ چنانچہ وہ آواز سن کر پیچھے پلٹا اور فاختہ کو تیر مار کر شکار کر لیا۔ شہزادے نے یہ قصہ دیکھا تو جھٹ بول اٹھا۔

صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صمت نجا

باقی صفحہ ۲۶ پر

تبلیغی جماعت
عالمی اجتماع پر تاثرات

رائے ونڈ سے

تحریر: ناصر محمود ۔ لاہور

دعوت الی اللہ کا یہ کام کوئی نیا کام نہیں ہے۔ دنیا کے پہلے انسان حضرت آدمؑ ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نبی تھے اور رسول تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے ذریعے سے نسل انسانی کو فروغ دیا۔ ان کی جسمانی ضروریات کے لئے کائنات میں بے شمار چیزیں پیدا فرمائیں۔ اور نسل آدمؑ کی روحانی ضروریات کی تکمیل کے لئے انبیاءؑ کا سلسلہ جاری فرمایا۔ حضرت محمدؐ اس سلسلہ کی آخری کڑی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرۃ العرب کے انتہائی ناسازگار حالات میں دعوت الی اللہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ جس کی بدولت ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا۔ جس کی مثال تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپؐ کی رحلت کے بعد جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ دعوت میں سستی آتی گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جہاں ہر دور میں فرعون کو پیدا کیا۔ وہاں موسیٰ کو بھی پیدا فرمایا۔ یعنی جہاں کوئی برائی آئی وہاں اللہ تعالیٰ نے اس کا توڑ بھی مہیا کیا۔

پاک و ہند میں ایسی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ مثلاً جب اکبر نے وحدت الٰہی کو اٹھایا تو حضرت مجدد الف ثانیؒ سینہ تان کر میدان میں آگئے۔ ہندوستان میں آل تیمور کی غلط سیاست سے دین اسلام کو نقصان پہنچا۔ تو ان کے تدارک کے لئے اور اصلاح کی خدمت اللہ تعالیٰ نے شاہ ولی اللہؒ کے خاندان سے لی۔ مولانا محمد الیاسؒ بھی سلسلہ ولی اللہی ہی کی ایک کڑی ہیں۔

اللہ رب العزت نے مولانا الیاسؒ سے جیسے علاقہ میں کام لیا جس کے حالات قبل از اسلام جزیرۃ العرب کے حالات سے مشابہت رکھتے تھے۔ یہ لوگ مسلمان تو تھے۔ لیکن ان کی مذہبی گراوٹ یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ انہیں "برائے نام مسلمان" کہنا درست نہ تھا۔ کیونکہ "کام" تو درکنار ان کے نام بھی مسلمانوں کے نہ تھے۔ اندازہ کیجئے چاند سنگھ اور چنی لال اس دور کے مسلمان نام ہیں۔ قصہ مختصر مسلمانوں کی طویل اور مسلسل غفلت اس قوم میو کی بے توجہی اور جہالت سے ان کی دینی اور اخلاقی حالت اس درجہ تک پہنچ گئی تھی کہ اس کے بعد قومی ارتداد کے سوا کوئی درجہ نہ تھا۔

اس دینی انحطاط اور اخلاقی تنزل کے باوجود اس قوم میں کچھ اعلیٰ صفات ضرور پائی جاتی ہیں۔ مثلاً قومی دلیری و بے باکی، ذہانت، چستی و چالاکی۔ لیکن ان کی جہالت نے ان خصوصیات کو الٹے رنگ دے دیا تھا۔ یہ لوگ اپنی قومی دلیری سے لوٹ مار کا کام لیتے۔ یہی وجہ تھی کہ دار السلطنت دلی کے دروازے سر شام بند ہو جاتے تھے۔

علاقہ میوات سے اصل تعلق مولانا محمد اسماعیل صاحب کی حیات ہی سے شروع ہوا۔ یہ محض اتفاقی بات نہ تھی۔ بلکہ ایک غیبی فیصلہ تھا کہ مولانا محمد اسماعیل صاحب کو بستی نظام الدین میں یعنی علاقہ میوات کے دہانہ پر ٹھہرایا گیا۔ اور مولانا محمد الیاس صاحب کی آمد سے پہلے ہی میوات کی سرزمین میں اس خاندان کی محبت و عقیدت کا بیج بو دیا گیا۔

دعوت کی اہمیت

امر بالمعروف نہی عن المنکر اسلام کے جسم کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اسی پر اسلام کی بنیاد، اسلام کی وسعت اور اسلام کی کامیابی منحصر ہے۔

آج سب زبانوں سے بڑھ کر اس کی ضرورت ہے۔ غیر مسلموں کو مسلمان بنانے والا اہم کام ہے۔ لیکن مسلمانوں کو مسلمان، نام کے مسلمانوں کو کام کے مسلمان اور قومی مسلمانوں کو دینی مسلمان بنانا ہے۔ حق یہ ہے کہ آج مسلمانوں کی حالت دیکھ کر قرآن پاک کی یہ ندا "اے مسلمانو! مسلمان بنو" کو پورے زور و شور سے بلند کیا جائے۔ شہر شہر گاؤں گاؤں قصبہ قصبہ پھر کر مسلمانوں کو ان کے مقصد کی یاد دہانی کرائی جائے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ یعنی اب نبوت بند ہو چکی۔ اور کار نبوت تا قیامت جاری رہے گا۔ لیکن کن کے ذریعے؟ مسلم امت کے ذریعے آج دنیا کی آبادی تقریباً

پانچ ارب ہے۔ جن میں تقریباً ایک ارب مسلمان ہیں ان میں "کلمہ" کے یقین کو راسخ کرنا اور پونے چار ارب غیر مسلموں تک "کلمہ" پہنچانا امت مسلمہ کا کام ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اسلام اجتماعیت کا درس دیتا ہے۔ یعنی ایک فرد تمام امت کا ذمہ دار ہے۔ اور تمام امت ایک فرد کی ذمہ دار ہے۔ اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ تمام مسلمان نبی علیہ الصلوٰۃ السلام کی فکر کو اپنی فکر بنائیں۔ اگر ہم حضورؐ کی عالمی فکر کو اپنی فکر بنا کر اپنی مسجدوں میں کام شروع کریں گے۔ تو تمام عالم میں ہونے والی دین کی محنت میں ہمارا حصہ ہوگا۔

مولانا محمد الیاس صاحب نے پاک و ہند میں دعوت کے کام کی بنیاد سنت طریقہ پر رکھی۔ یہی وجہ ہے کہ ساٹھ ستر سال کے مختصر عرصہ میں یہ آواز ساری دنیا میں گونج گئی

یہ دعوت اصل دعوت کے قریب تر ہے

یہاں پر ذہن نشین کرنے والی بات یہ ہے کہ حضور اقدس کی سنتیں اور سنہری طریقے سادہ ضرور ہیں۔ لیکن ان کے اثرات بہت دور رس ہیں۔

اس زمانہ میں مولانا الیاسؒ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی ہے۔

جس کو دین کے موثر اور زندہ جاوید ہونے کے ثبوت کے طور پر اور صحابہ کرام کے عشق رسول اور دینی جنون وبے قراری اس دور کی خصوصیات کا اندازہ کرنے کے لئے اس زمانہ میں چن لیا گیا۔ گو اس زمانے کی دعوت اور صحابہ کرام اور نامساعد حالات و واقعات میں نسبت تو قائم نہیں کی جاسکتی۔ البتہ ان لوگوں کو دیکھ کر صحابہ کرام کے دور کی سی جھلک ضرور محسوس ہوتی ہے۔

مولانا محمد الیاس صاحب میں صحابہ کرامؓ کی والہانہ شان کی ایک ادا اور ان کی دینی بے قراری کی ایک جھلک تھی جسکو دیکھ کر مولانا محمود حسن صاحبؒ (شیخ الہند) بھی فرمایا کرتے تھے کہ "میں مولوی الیاس کو دیکھتا ہوں تو مجھے صحابہ یاد آجاتے ہیں۔" مولانا الیاسؒ کہا کرتے تھے کہ یہ کام ہر بندے کو ہر وقت ہر حال میں اور ہر موقع پر جاری رکھنا چاہئے۔ وہ تو یہاں تک فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص دین کی بات بھی نہ جانتا ہو۔ یہاں تک کہ کلمہ طیبہ بھی نہ جانتا ہو۔ تب بھی اس کے ذمہ تبلیغ کرنا ضروری ہے۔ کہ وہ لوگوں کو یہی کہتا پھرے کہ اے لوگو! کلمہ سیکھ لو اور میرے لئے بھی یہی دعا کرو کہ مجھے کلمہ سیکھنا آجاوے۔ کہ میری اتنی عمر گذر گئی اور ابھی تک کلمہ بھی یاد نہ کرسکا۔ اس کا یہ اثر ہوگا کہ کہنے والے (دعوت دینے والے) کو کلمہ یاد ہو جائے گا۔ ایسے سینکڑوں واقعات ان کی زندگی میں پیش آئے۔ کہ بہت سے بوڑھے میواتی جنہیں کلمہ تک نہیں آتا تھا انہوں نے دین کا ضروری علم سیکھا۔ اور قرآن مجید کا بھی کچھ حصہ حفظ کیا۔

دعوت کے کام کو کرنے کے لئے بزرگوں نے کچھ اصول اس انداز میں ترتیب دیئے ہیں کہ امت مسلمہ میں پیدا شدہ اختلافات دور ہو جائیں۔ امت میں جوڑ پیدا ہو جائے۔ اور پوری کی پوری امت اللہ تعالیٰ کے احکام کو حضورؐ کے طریقوں کے مطابق پورا کرنے والی بن جائے۔

پہلی بات تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے اللہ کے حکم کے بغیر کچھ نہ ہونے کا یقین ہمارے دلوں میں آجائے۔ اور حضور اقدسؐ کے نورانی طریقوں میں دونوں جہانوں کی کامیابی کا یقین اور غیروں کے طریقوں میں دونوں جہانوں کی ناکامی کا یقین ہمارے دلوں میں آجائے۔

دوسری بات یہ کہ پوری امت نمازی بن جائے۔ اور نماز کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ سے اپنے مسائل حل کرنے والی بن جائے۔ ضرورت کے بقدر علم حاصل کرنا۔ جس سے کم از کم حرام، حلال اور پاکی ناپاکی میں تمیز ہو سکے۔ ذکر کا اہتمام کرنا کہ اللہ تعالیٰ کا دھیان نصیب ہو۔ مسلمان بھائیوں کا اکرام کرنا چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کی عزت اور علماء کرام کی قدر کرنا یعنی حقوق العباد کو پہچاننا۔ یہ سارے کام اخلاص سے کئے جائیں۔ اللہ کی رضا مقصود ہو، کوئی دنیاوی غرض و نمائش نہ ہو، سب سے آخری بات یہ ہے کہ امت مسلمہ میں سے دین کی جتنی باتیں جس شخص کو معلوم ہوں۔ وہ ان کو امانت سمجھ کر دوسروں میں پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اسی صورت میں دین دنیا میں پھیلا اور اسی محنت کے چھوڑنے سے امت میں کمزوری اور ضعف پیدا ہوا۔ آج امت بدحالی میں مبتلا ہو گئی۔ امت پھر سے محنت شروع کردے اور اس کو اپنی ذمہ داری سمجھے۔ لیکن اس کام کے لئے کچھ شرائط ہیں۔ (۱) داعی قلباً و قالباً داعی اول حضور اقدسؐ سے نسبت رکھتا ہو۔ یہ نسبت جتنی زیادہ مضبوط ہوگی دعوت اتنی ہی زیادہ موثر ہوگی۔

طریق دعوت بھی وہی اختیار کیا جائے جو داعی اول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اختیار کیا۔

پاکستان میں اس کام کی بنیاد اس کچی مسجد سے پڑی جو رائیونڈ کے مضافات میں میاں جی عبداللہ مرحوم کی زمین پر واقع تھی۔ ان دنوں یہ جگہ ویران اور سنسان پڑی تھی۔ دور دور تک کوئی آدمی دکھائی نہ دیتا تھا۔ آج اس مسجد کی جگہ ایک بہت بڑی مگر سادہ مسجد نے لے لی ہے۔ یہاں ہزاروں کی تعداد میں اسلام کی دعوت دینے والے ہیں۔ روزانہ سو سو اسو جماعتیں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکلتی ہیں۔ اور وہاں پر لوگوں میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ روزانہ بیسوں ممالک سے لوگ یہاں آتے جاتے ہیں۔

رائیونڈ کا پہلا سالانہ اجتماع ۱۹۴۹ء میں ہوا۔ اس میں لوگوں کی تعداد ہر سال بڑھتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ اب سے لاکھوں کی تعداد بڑھتی گئی۔

یہاں تک کہ اب لاکھوں کی تعداد میں لوگ اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اجتماع کے لئے ہر سال گذشتہ سال کے اجتماعات سے کہیں زیادہ انتظامات کئے جاتے ہیں۔ زائرین کی تعداد اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ وہ انتظامات بھی کم پڑ جاتے ہیں۔ جن سے زائرین کو کچھ مجاہدہ بھی کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جب وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں آنے والی مشکلات پر انعامات کی احادیث سنتے ہیں۔ تو یہ مشکلات اچھی لگنے لگتی ہیں۔ سننے میں آیا ہے کہ اس دفعہ اجتماع کے موقع پر تہتر (۷۳) جماعتیں سال کے لئے اور انیس جماعتیں ڈیڑھ سال اور کم و بیش اوقات کے لئے ملک کے اندر سفر کریں گی۔ اس دفعہ اجتماع کے موقع پر سو سے زیادہ ممالک اس فکر میں پاکستان تشریف لائیں گے۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ اجتماع حج بیت اللہ کے بعد دنیا کا سب سے بڑا اجتماع ہے۔ دعوت و تبلیغ کی نسبت سے اجتماعات کا یہ سلسلہ پاکستان تک ہی محدود نہیں۔ ہر براعظم کے بہت سے ممالک میں یہ اجتماعات ہو رہے ہیں۔ غیر مسلم سلطنتوں کے ان اجتماعات کو دیکھ کر حیران و پریشان ہیں۔ اس اجتماع کے موقع پر اسلامی مساوات کا ایک اچھا نمونہ دیکھنے میں آتا ہے۔ امیر غریب، کالے گورے، میں کوئی تمیز نہیں ہوتی۔

باقی صفحہ ۲۵ پر

جناب پروفیسر محمد منور مرزا نے تاریخ کے مخفی گوشوں سے اس طرح نقاب اٹھایا ہے کہ کئی چہرے ننگے ہو گئے ہیں — حقائق کی تلاش میں سرگرم پاکستانیوں کے لیے ایک خصوصی تحریر۔

سابق وزیرِ خارجہ میاں ارشد حسین نے مجھے بتایا کہ

۶۵ء کی جنگ سے پہلے میں بھارت میں پاکستان کا سفیر تھا

میں جو بھی خط بھیجتا، اسلام آباد میں اُسے پڑھے بغیر پھینک دیا جاتا

"زندگی" کے شمارہ بابت ۸ تا ۱۴ ستمبر میں ایک طویل مضمون اس امر پر روشنی ڈالتا ہے کہ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ بھڑکانے میں کس کس فرد کا زیادہ حصہ تھا۔ اس مضمون میں بہت سے اکابر کے رشحات قلم کے اجزا جمع کیے گئے ہیں۔ ساری روداد دیکھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ جنگ ستمبر کی ماہیت اور اہمیت نیز نتائج و عواقب کے اعتبار سے ذوالفقار علی بھٹو پر نمایاں ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ مسٹر بھٹو کے بعد سب سے زیادہ بار مسئولیت جنرل اختر ملک پر پڑتا ہے۔ تیسرا نامی اور گرامی نام جناب عزیز احمد صاحب کا ہے۔ اگر بھٹو کے فدائی فرمائیں گے کہ یہ اقتباس عموماً ان لوگوں کی تحریروں سے لیے گئے ہیں جو بھٹو کے کئی اور وجوہ سے مخالف تھے۔

دنیا کے کئی بڑے خونی حادثات کے رونما ہونے کا اصل سبب بالعموم نگاہوں سے اوجھل رہتا ہے تاریخ ہمیں جو کچھ دیتی ہے ضروری نہیں کہ وہی حقیقت واقعہ ہو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تاریخ کے صفحات پر جو کچھ مرقوم شدہ باقی بچ گیا ہو، وہ اصلیت کے بالکل اُلٹ ہو، ہماری آنکھوں کے سامنے لیاقت علی خان کی شہادت کا واقعہ رونما ہوا۔ آج تک کوئی حقیقی اور سچی روداد قلمبند نہیں ہوئی۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو نے کھلے بندوں پاکستان کو دولخت کیا، لیکن کوئی ایسی کتاب جو بھٹو کا اصل کردار سو فی صد بیان کر دے موجود نہیں۔ البتہ بھٹو کے مقام کو کیا سے کیا کر کے یوں پیش کر دیا گیا ہے کہ بارِ جرم دوسروں پر زیادہ پڑے اور بھٹو پر کم ایسی کئی گمراہ کن کتب بھٹو صاحب نے اپنے دورِ حکومت میں بڑے بڑے جغادری اہل ایمان سے لکھوائیں اور لائبریریوں کی زینت بنوائیں، یہ تو معاصر تاریخ کا حال ہے۔ پچاس یا سو سال بعد وہ محقق جو معاصر تحریری شہادتوں پر مبنی تحقیقی مقالے رقم فرمائیں گے۔ وہ داستان کو پورے خلوص کے باوصف کون سا رنگ عطا فرمائیں گے؟ اور یہ ظاہر ہے کہ روایتاً معاصر تحریروں کی بڑی وقعت ہوتی ہے، کیا آنکھوں دیکھا حال بیان کرنے والے ڈنڈی نہیں مارتے؟ پھر بعد کے دَور کا مورخ کیونکر گمراہ نہ ہوگا۔

میں یہاں میاں ارشد حسین مرحوم کے بیان کا اقتباس پیش کرتا ہوں جو "زندگی" کے محولہ بالا شمارے میں شامل اقتباسات میں سے لیا گیا ہے۔ میاں صاحب فرماتے ہیں:

"میرے خیال میں ۱۹۶۵ء کی جنگ نے ۱۹۷۱ء کی جنگ کو جنم دیا اور پہلی جنگ اور دوسری جنگ اور اس سے پیدا شدہ المناک نتائج کا اہم سبب ہے۔ کیا اب وقت نہیں آگیا کہ جنگ ۱۹۶۵ء کے اسباب، انتظام و انصرام اور نتائج کے بارے میں بھرپور تحقیقات کرائی جائے؟ ان میں سے بعض افراد جنہیں جنگ میں کلیدی حیثیت حاصل تھی، ہمارے درمیان موجود نہیں مگر اب بھی ہم میں بہت سے لوگ موجود ہیں، جو اس موضوع پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔ چودہ ہزار پاکستانیوں نے جو شہید یا زخمی ہوئے، آزادی کی قیمت ادا کی۔ ان بہادر پاکستانیوں اور ان کے خاندانوں کی جانب سے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ان حقائق کو جو اب تک پردۂ راز میں ہیں بے نقاب کریں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جسٹس حمود الرحمان ایک اور تحقیقاتی کمیشن کی سربراہی کریں اور کمیشن کی رپورٹ منظرِ عام پر آ کے، تاشقند کا راز بھی بے نقاب ہو۔"

میاں ارشد صاحب کی یہ تحریر اکتوبر ۱۹۷۷ء میں ایک مراسلے کے طور پر "پاکستان ٹائمز" لاہور میں شائع ہوئی تھی۔ ظاہر ہے اس وقت ابھی جسٹس حمود الرحمان زندہ و سلامت تھے البتہ سرکاری منصب سے ریٹائر ہو چکے تھے۔ میاں صاحب کا یہ ارشاد کہ "جسٹس حمود الرحمان ایک اور کمیشن کی سربراہی کریں"، صاف طور پر بتا رہا ہے کہ جو کمیشن پہلے بٹھایا گیا تھا اس کے مقاصد محدود تھے ہمیں معلوم ہے کہ تحقیقات کا دائرہ کار زیادہ تر دسمبر ۱۹۷۱ء کے باب میں پاکستانی عساکر اور خصوصاً کمانداران اعلیٰ کی کارکردگی کا جائزہ لینا تھا، اہل سیاست نے کیا کردار ادا کیا تھا؟ اس کمیشن کے دائرہ کار سے باہر تھا یعنی اصل مجرم صاف بچا لیے گئے۔ سیاسی فیلڈ مارشل اور سیاسی جرنیل گویا سرتاسر معصوم تھے۔

پھر لطف یہ ہے کہ اس محدود اور معصوم سی انکوائری کی رپورٹ سے بھی عوام کو عوامی حکومت نے آگاہ نہ کیا۔ بہانہ یہ کہ اہل فوج ناراض ہوں گے۔ یعنی اصل فوج کے ناراض ہو جانے کا خطرہ تھا تو پھر انکوائری کا تکلف ہی کیوں کیا تھا؟ اور ویسے فوج کی جو عزت اس عوامی دَور میں ریڈیو ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے کی جا رہی تھی، وہ فوج کے بھی سامنے تھی اور عوام بھی اسے دیکھ پڑھ اور سن رہے تھے۔ مزید برآں یہ کہ خود جسٹس حمود الرحمان مرحوم کے خیال میں اُس انکوائری رپورٹ کی اشاعت سے کوئی ایسی شرمندگی فوج کو لاحق نہ ہوتی۔

۱۹۷۷ء کے فروری کا آخری ہفتہ تھا یا شاید مارچ کا پہلا ہفتہ یوم حمید نظامی، جناح ہال میں منایا گیا، جسٹس حمود الرحمان صاحب کی صدارت تھی میٹنگ کے بعد کھانا تھا، وہ پھر کا کھانا، جس

> یہ مضمون ہفت روزہ زندگی لاہور سے لیا گیا ہے۔ اس میں کچھ سیاسی مسائل پر بھی تبصرہ کیا گیا ہے۔ ۔ ادارہ ختم نبوت صرف قادیانیت سے متعلق معلومات کی وجہ سے یہ مضمون شائع کر رہا ہے۔ اس لئے ادارہ کا اس کے تمام مندرجات سے اتفاق ضروری نہیں۔
> (ادارہ)

کے ضمن میں عزیز برادر حامد مجید نے اپنے گھر پر دعوت دے رکھی تھی۔ وہاں جسٹس حمود الرحمان صاحب سے پتے متعلقہ احوال میں کئی باتیں پوچھی گئیں۔ جن میں ایک یہ بھی تھی کہ اگر انکوائری کمیشن کی رپورٹ شائع ہو جائے تو کیا فوج والے بُرا مانیں گے؟ جسٹس صاحب نے فرمایا اس میں فوج کے خلاف کوئی ایسی خاص چیز نہیں کہ وہ بُرا مانیں یا توہین محسوس کریں۔

خیر بات تھی میاں ارشد حسین مرحوم کی۔ میاں صاحب اور میں جنوری ۱۹۸۰ء کے آغاز میں وزرائے خارجہ عالم اسلام کی اس میٹنگ میں بطور مبصر شریک تھے جو افغانستان پر روسی حملے سے پیدا شدہ صورت حال کے بارے میں منعقد ہوئی تھی۔ میاں صاحب مرحوم اور میں لاہور چلے بھی اکٹھے، لوٹے بھی اکٹھے اور اسلام آباد میں بھی اکٹھے رہے۔ وہاں ہم دونوں کے لیے کار بھی مشترک تھی۔ اس اشتراک کی صورت حال سے میں نے بہت فائدہ اٹھایا۔ میاں صاحب بڑے شائستہ بزرگ تھے۔ بشر شہر کے میٹھے میٹھے انداز میں بات کرتے تھے۔ جہاں اور بہت سی باتیں ہوئیں۔ وہاں جنگ ۱۹۶۵ء کے ضمن میں بھی گفتگو رہی، بلکہ یہ موضوع کئی بار تبادلۂ خیال کی زد میں آیا۔

میاں صاحب مرحوم نے بڑے دُکھ کے ساتھ بار بار کہا کہ میں حیران ہوں پاکستان نے ۱۹۶۵ء کی احمقانہ جنگ کیوں چھیڑی؟ یہ "احمقانہ جنگ" میاں صاحب کے اپنے الفاظ ہیں، یہ میری تعبیر نہیں۔ میاں صاحب کا ارشاد تھا کہ پاکستان شاہراہِ ترقی پر گامزن تھا۔ زرعی شعبے میں کیے جانے والے اقدامات نے پاکستانی اقتصادیات کو نمایاں سہارا دینا شروع کر دیا تھا۔ صنعت و حرفت کے

کی بات کو ذرہ بھر وزن عطا نہ فرمایا جو حقیقتِ واقعہ سے آپ کو آگاہ کرنے پر پوری طرح قادر تھا۔ اس کے جواب میں پتہ ہے پروفیسر صاحب! محکمۂ خارجہ کے کرتا دھرتا حضرات نے کیا ارشاد کیا۔ ان کا ارشاد یہ تھا کہ میاں صاحب ہم کشمیر کے ضمن میں اس طرح مصروف تھے کہ ہم نے آپ کے بیگ "BAG" کم ہی کھولے اور اگر کھولے بھی تو آپ کے مہر زدہ لفافے کھولنے کی فرصت نہ ملی ـــــ دیکھا پروفیسر صاحب جس ملک کے ساتھ چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی۔ اُس ملک میں اپنے بٹھائے گئے سب سے بڑے سرکاری نمائندے کے مراسلے ہی کھولنے کی تکلیف گوارا نہ کی گئی اور یہ وہ بات ہے جس کا میں اخبارات میں کئی بار ذکر کر چکا ہوں ـــــ اور ظاہر ہے میاں ارشد حسین صاحب اس منصبی غفلت یا کوتاہی یا دانستہ پہلو تہی کا سب سے بڑا مجرم عزیز احمد صاحب کو قرار دیتے تھے جو اُس دور میں پاکستان کے محکمۂ خارجہ کے سیکرٹری تھے، ان پر صدر ایوب خان کو بھرپور اعتماد تھا اور بھٹو صاحب کے تو وہ ہمدم و ہمراز تھے ہی۔

اسی سلسلے میں ایک بار یہ بھی فرمایا کہ میں آج تک حیران ہوں کہ فیلڈ مارشل صاحب جیسے انتہائی محتاط فرد کس طرح اس اقدام پر آمادہ ہو گئے۔ ایوب خان جنگجو مزاج کے نہ تھے، وہ ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھاتے تھے اس کے باوجود بھٹو صاحب اور جنرل اختر ملک کی سکیم اور تجویز انہوں نے کیونکر مان لی، انہوں نے کیونکر فرض کر لیا کہ کشمیر میں خواہ صورت حال کیسی ہی خطرناک کیوں نہ ہو جائے۔ حتیٰ کہ کشمیر ہاتھ سے جاتا دکھائی دے تو بھی بھارت کشمیر کو بچانے کے لیے

جنرل اختر ملک نے مرزا غلام کی پیش گوئی کو سچا ثابت کرنے کے لیے بہت کچھ داؤں پر لگا دیا

میدان میں بھی ہماری رفتار بڑی تیز تھی، نئے نئے کالج اور یونیورسٹیاں کھل رہی تھیں۔ فوج کی نئے اور جدید انداز میں تعمیر جاری تھی۔ سامانِ جنگ کے باب میں بھی فقر کا عالم نہ تھا۔ بڑا چین کا دور تھا کہ اچانک اگست ۱۹۶۵ء میں جنگ نازل ہو گئی، بلکہ ہم نے اپنے اوپر نازل کر لی۔ اس جنگ کے باعث ہمیں وہ دھکا لگا کہ پھر ہم سنبھل نہ سکے۔ ہم آج تک اُس دھکے کے اثرات کا نتیجہ بھگت رہے ہیں۔ اس جنگ نے ملکی سیاست کو ضعف پہنچایا، خود غرض بنگالی اہلِ سیاست نے اسی جنگ کے بہانے اپنی بے بسی کا رونا رو کر بنگال یتامیٰ اور مساکین کی طرح چھوڑ دیے گئے تھے۔ ہمارا کون والی وارث تھا، لہٰذا ہمیں ہمارے استحکام اور بقائے وجود کے لیے یہ اور یہ خود مختاری دی جائے۔ معاہدۂ تاشقند نے کئی فتنوں کو جنم دیا۔ ایک فتنہ کشمیر کیس کا کمزور ہو جانا تھا۔ دوسرا فتنہ مرکزی حکومت کا زوال و نقار، تیسرا فتنہ بھٹو خود تھا جس نے یہ احوال خود ہی پیدا کیے اور پھر خود ہی دوسروں کو مجرم بنا کے بگڑی ہوئی قومی حالت سے اپنی ذاتی وجاہت شکار کرنے لگ گئے۔ آخر بات مشرقی پاکستان کی پاکستان سے علٰحدگی تک پہنچی، صنعت و حرفت کی ترقی کا قدم رُک گیا۔ فوج کی اُبھرتی ہوئی جوان قیادت میجر، کیپٹن اور لیفٹیننٹ کرنل کے درجے کی جوان اور بہادر قیادت میدانِ شہادت میں ٹوٹ گئی۔ وہ قابل افراد آگے جا کے نہ جانے کس شان کے اعلیٰ قائدین ثابت ہوتے۔

۶۵ء کی جنگ کا مسئلہ میاں ارشد حسین مرحوم کے لیے بہت تکلیف دہ احساسات کا مصدر و منبع تھا۔ باتوں باتوں میں میں نے پوچھا میاں صاحب ۱۹۶۵ء کی جنگ کے ارد گرد کا زمانہ وہ تھا جب آپ دہلی میں پاکستان کے ہائی کمشنر تھے۔ آپ تو سب کچھ دیکھ رہے تھے کہ بھارت کیا ردِ عمل ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ کیا آپ نے پاکستانی حکومت کو اس کے احمقانہ جنگ کی طرف لے جانے والے احوال کے باب میں کوئی رپورٹ نہ دی؟ میاں صاحب نے بڑے تأسف سے کہا میری کس بات کی طرف محکمۂ خارجہ پاکستان کے سربراہوں نے کوئی توجہ نہ دی، بلکہ لہٰذا از جنگ جب میں نے ان سے پوچھا کہ جب میں دہلی میں بیٹھا ہوا صورتِ حال کا مشاہدہ کر رہا تھا اور آپ کو اس راہ پر چلنے سے روکنے کے لیے مراسلے پر مراسلہ لکھ رہا تھا تو کیا آپ نے میری یعنی اس شخص

پاکستان پر حملہ نہ کرے گا؟ لیکن بھٹو صاحب نے "ڈیڈی ڈیڈی" کہہ کہہ کے کچھ ایسا اعتماد ایوب خان کے دل میں پیدا کر لیا تھا۔ بھٹو صاحب نے ایوب خان کو یہ یقین دلایا کہ امریکہ ہمیں یہ اطمینان دلا رہا ہے کہ بھارت بین الاقوامی سرحد عبور نہیں کرے گا، لہٰذا پاکستان پر بھارتی یورش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ظاہر ہے کہ مسٹر عزیز احمد صاحب نے بھی بھٹو صاحب کی پُرزور تائید کی ہو گی، بہت کچھ تحریر میں آ چکا ہے، میاں بات لمبی نہیں کرتا۔

میاں صاحب مرحوم کے بقول مسٹر عزیز احمد صاحب نے جنرل اختر ملک پر بھی اپنے اعتماد کا اظہار کیا اور بھٹو پر بھی۔ اس طرح جو اعتماد صدر ایوب خان کو ان دونوں پر تھا، وہ رنگ لایا۔ رہا ملک اختر تو ظاہر ہے کہ اس وقت تک ایوب خان کے دل میں جنرل ملک اختر کی بڑی قدر تھی اور وہ ان کی ذہانت کے بھی قائل تھا اور شجاعت کے بھی ـــــ میاں ارشد حسین صاحب کی رائے میں بھٹو صاحب بہت زیادہ (AMBITIOUS) ہوا پرست تھے، ان کے سر میں جلد از جلد پاکستان کا حاکم اعلیٰ یا بادشاہ بننے کی دُھن سمائی تھی، وہ صبر کر ہی نہیں کر سکتے تھے۔ میاں صاحب کے خیال میں بھٹو صاحب نے بدبختی سے امریکہ کی ضمانت یا یقین دہانی والی بات گھڑی تھی جس سے عیاں ہے کہ وہ بے خبری میں پاکستان پر بھارتی حملے کا اہتمام کر رہے تھے۔ انہیں امید تھی کہ اچانک بھرپور حملے کے نتیجے میں پاکستانی فوجوں کے پاؤں اکھڑ جائیں گے، اس طرح ایوب خان کا تخت ڈول جاتا اور بھارتی حکومت کے حسبِ منشا کوئی معاہدہ بھارت سے کر کے پاکستان کے حکمران بن جاتے۔ مشرقی پاکستان اس صورت میں بھی بھٹو صاحب کے پاکستان سے الگ ہو جاتا مگر آزاد ملک نہ رہتا، بھارت کا صوبہ بن چکا ہوتا اور یہ ہمارا پاکستانی ایک طرح کی بھارتی باج گزار مملکت سے زیادہ کچھ نہ ہوتا۔ ہاں بھٹو صاحب کی ہوس تو پوری ہو جاتی۔ اب قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا تھا کہ جنرل اختر ملک کے رویے کا کیا جواز تھا، کیا وہ بھی امریکی بھارتی یا بھٹوائی کھیل کھیل رہے تھے یا وہ صرف ایک فتح جو منہ زور کمانڈر کا کردار ادا کر رہے تھے؟ کیا جنرل اختر ملک کا کردار واقعی ایک محبِ وطن کا کردار تھا؟ یا

کیا ملک اختر نے بھی بھٹو صاحب یا بھارت سے کوئی معاملہ کر رکھا تھا؟ ــــ آپ کی اس باب میں کیا رائے ہے؟

میاں ارشد حسین نے فرمایا جنرل ملک اختر کا بھٹو صاحب کے ساتھ گٹھ جوڑ تھا مگر دونوں کے مقاصد میں بڑا واضح فرق تھا۔ بھٹو صاحب کی ذات اسیر ہوا تھی، وہ اُمنگ کے ہاتھوں بے تاب تھے۔ انہیں کرسی چاہیے تھی اور جلدی، خواہ وہ کسی قیمت پر ملتی، لیکن جنرل اختر ملک کا مسئلہ مذہبی تھا بلکہ فرقہ وارانہ، مجھے بڑے ثقہ حضرات نے بتایا ہے کہ وہ اپنے مسیح موعود مرزا غلام ... کے کسی قول کی عملی تعبیر اپنے ہاتھوں رونما ہوتے دیکھنا چاہتے تھے۔ مرزا غلام قادیانی نے کہیں لکھ رکھا ہے کہ اگر قادیان کبھی میرے نیازمندوں کے ہاتھ سے نکل بھی جائے تو پھر اچانک ان کی گود میں آ پڑے گا، خواہ وہ کسی بھی تدبیر سے آئے۔

میں نے عرض کیا میاں صاحب یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ مرزا غلام احمد ... کے خوابی وجدان پر مبنی کسی قول کو عملاً پورا کر دکھانے کے جوش میں پورے ملک کی تقدیر کو خطرے میں ڈال دیا جائے۔ میاں صاحب بولے بہرحال ملک اختر کے دل میں تو قادیان کی بستی اچانک تمہاری گود میں آن پڑے گی، کو سچ کر دکھانا تھا تاکہ قادیانیت کی حقانیت دنیا بھر پر ثابت ہو سکے۔ میں نے کہا، میاں صاحب مجھ سے کئی قادیانی حضرات نے کشمیر میں جھڑپیں شروع ہونے پر پوچھا کہ "تَاْتِيَكَ بَغْتَةً" کا کیا معنی ہے، میاں صاحب چونکے اور فرمایا۔ ان ہی الیسی ہی عربی عبارت تھی جو مرزا غلام ... کی پیش گوئی کا لب لباب تھی اور اسی کی تعبیر عملاً رونما کرانے کی خاطر وطن کی تقدیر کو داؤ پر لگا دیا گیا تھا۔

میں نے وضاحت کی کہ میاں صاحب قرآنِ کریم میں ساعتِ قیامت کے بارے میں کئی بار آیا ہے اور وہ ہے "فَتَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً" (ساعتِ قیامت ان کو اچانک آن لے گی)، ہاں خود مجھ سے بھی ایک سے زیادہ بار پوچھا گیا ہے کہ "تَاْتِيَكَ بَغْتَةً" کا معنی کیا ہے اور میں نے یہی عرض کیا ہے کہ مجھے تو اتنا ہی معلوم ہے یہ ساعتِ قیامت کی طرف اشارہ ہے کہ کسی سان گمان میں بھی نہ ہو گا اور قیامت آن لے گی اور لفظ تَاْتِيَكَ نہیں، بلکہ تَاْتِيَهُمْ ہے۔ اب عین ممکن ہے مرزائے قادیان نے "تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً" ہی کہا ہو کہ میرے ماننے والوں کو شہر قادیان دوبارہ اچانک یوں حاصل ہو جائے گا کہ ان کے سان گمان میں بھی نہ ہو گا اور یاد رکھنے والوں میں سے بعض کے ضعفِ حافظہ نے اسے "تَاْتِيَكَ بَغْتَةً" بنا دیا ہو۔

میں نے میاں صاحب مرحوم کو بتایا کہ جب چھمب جوڑیاں پر جھڑپیں شروع ہوئیں تو میں آرمی سکول آف ایجوکیشن اپر ٹوپہ مری میں اپنے ایک عزیز کے یہاں فروکش تھا۔ وہاں مجھ سے ایک جے سی او صاحب نے بھی یہی پوچھا تھا کہ "تَاْتِيَكَ بَغْتَةً" کا کیا معنی ہے؟

اسی دور میں ایک بزرگوار تھے جو ماڈل ٹاؤن لاہور کے باسی تھے اور محترمی ظہیر الاسلام فاروقی صاحب کے پاس بوقتِ عشاء کبھی کبھی تشریف لایا کرتے تھے اور تھے قادیانی المذہب، انہوں نے بھی مجھ سے یہی پوچھا تھا کہ "تَاْتِيَكَ بَغْتَةً" کا کیا معنی ہے؟

جب میاں صاحب مرحوم نے جنرل اختر ملک کے باب میں یہی کہا کہ جنرل اختر ملک کے سر میں یہ دُھن سمائی تھی کہ مرزا غلام ... کی فلاں مضمون کی پیش گوئی کو سچ کر دکھائیں تو اگرچہ یہ کلمات میرے لیے نئے نہیں تھے، تاہم میں چونکا ضرور، کیا اللہ ایک جرنیل کے درجے کا آدمی اور فقط اپنی جماعت کا بول بالا کرنے کے لیے اپنے ملک اور چند وہ میں کروڑ اہلِ ملک کی تقدیر کی بازی لگا دے؟

میاں ارشد حسین مرحوم کی زبانی جنرل اختر ملک کے بارے میں یہ تنقیدی کلمات سُن کر مجھے مزید حیرت اس لیے ہوئی کہ میاں صاحب کو قادیانیوں کا ہمدرد کہا جاتا تھا، اور یہ تو عیاں ہے کہ ان کے بزرگوار میاں سر فضل حسین اور میاں افضل حسین کے قادیانی فرقے کے سربراہوں اور ان کے افرادِ خاندان سے نہایت گہرے روابط تھے۔ لوگ تو اس قبیل کو قادیانیوں کا غم خوار جانتے تھے، خصوصاً سر ظفر اللہ سے جو قرب ان بزرگوں کو تھا، وہ پنجاب کے اس دور کے سیاسی حلقوں سے قطعاً پوشیدہ نہ تھا۔ پھر حیرت ہے کہ میاں ارشد حسین صاحب پاکستان کی پسپائی اور نکبت کا بڑا سبب جہاں مسٹر بھٹو کو قرار دیں، وہیں جنرل اختر کو بھی مجرم مانیں اور جنرل اختر کے بارے میں یہ کہہ کر اظہارِ کرب کریں کہ انہوں نے اپنے مسیح موعود کا کوئی قول سچ کر دکھانے کے لیے بھٹو کا ساتھ دیا اور اس طرح پاکستان کو ایک ایسے جانکاہ حادثے سے دوچار کر دیا جس کے اثرات تا حال پاکستان کے آفاق پر منڈلا رہے ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا ... مرزا طاہر ... نے جن قادیانی جرنیلوں کی پاکستان کے باب میں خدمات کا ذکر کیا، ان میں جنرل اختر ملک، ان کے بھائی جنرل ملک عبدالعلی، جنرل مجوعہ اور جنرل حمزہ شامل تھے۔ جنرل حمزہ صاحب کا خط "نوائے وقت" میں جواب آں غزل کے طور پر چھپا جس میں انہوں نے پہلے تو یہ کہا کہ وہ خود یعنی حمزہ صاحب ہرگز قادیانی جماعت کے فرد نہیں، دوم انہوں نے قادیانی جرنیلوں کی کارکردگی پر اشارۃً کچھ روشنی ڈالی اور وہ روشنی ایسی تھی کہ اس کو ملاحظہ کر کے یقیناً ... مرزا طاہر ... کی دل شکنی ہوئی ہو گی۔

رہا مسٹر عزیز احمد سیکرٹری خارجہ کا معاملہ تو ان کے بارے میں مرحوم میاں صاحب نے اتنا ہی بتایا کہ وہ ایوب خان کے بھی معتمد تھے اور بھٹو صاحب کے بھی۔ اب معلوم نہیں کہ آیا وہ مجبوراً صاحب کی اُمنگ سے ہم آہنگ تھے یا وہ بھی قادیانی مسیح موعود کے کسی قول کو سچ کر دکھانے کے ضمن میں جنرل اختر ملک کے ہم سنگ تھے، یہ خدا ہی جانے، واللہ اعلم بالصواب

صحابہ کرامؓ اور محبت رسولؐ

مسلمانوں کا سب سے بڑا سرمایہ محبت رسولؐ ہے اور سب سے بڑے مسلمان حضرات صحابہؓ کرام ہیں۔ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا اور آپؐ کی ہر موقع پر خدمت کی۔ آیئے محبت رسول کے سچے عشاق صحابہ کرامؓ کے بارے میں عشق رسولؐ کے چند واقعات پڑھیے اور اپنا ایمان تازہ کیجیے، اپنے ایمان کو ہر وقت محبت رسولؐ کی کرن سے روشن کیجیے۔

۱۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خلیفہ چہارم داماد رسولؐ خسر مراد رسول (حضرت فاروق اعظمؓ) جناب سیدنا علیؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ جناب رسول کریمؐ سے آپ لوگوں کی محبت کیسی تھی؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم آپؐ ہم لوگوں کو ہمارے مال، اولاد، آباؤ اجداد، اپنی ماؤں اور سخت پیاس کے عالم میں ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ عزیز تھے۔

۲۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا مجھے رسول کریمؐ اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔

۳۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کہا کرتے تھے کہ مجھے

رسول کریمؐ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔

۴۔ حضرت سیدنا ابوبکرؓ کے بارے میں ایک روایت ہے کہ انہوں نے خود رسول کریمؐ سے عرض کیا اس خدا کی قسم جس نے آپؐ کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا ہے میرے لئے ابوطالب کا ایمان لانا میرے باپ ابوقحافہؓ کے ایمان لانے سے زیادہ آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث تھا اس لئے کہ ابوطالب کے ایمان قبول کر لینے سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔

۵۔ جب حضرت عبداللہؓ ابن زبیرؓ شہید ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان کی لاش کے پاس آ کر کھڑے ہوئے ان کے لئے استغفار کیا اور کہا واللہ! جہاں تک مجھے علم ہے تم بڑے روزہ دار، راتوں کو جاگنے والے اور اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرنے والے تھے

۶۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ آپ کا قبول اسلام مجھے خطاب (حضرت عمر کے والد کا نام تھا) کے قبول اسلام سے زیادہ محبوب ہے کیونکہ آپ کے قبول اسلام کی وجہ سے رسولؐ بہت خوش ہوئے تھے رسول کریمؐ کی خوشی صحابہ کرامؓ کی خوشی تھی۔

۷۔ جب کفار مکہ حضرت زید بن دثنہؓ کو حرم سے نکال کر قتل کرنے کے لئے چلے تو ابوسفیان بن حرب نے ان سے کہا کہ اے زیدؓ میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں سچ سچ بتا دو کیا تم یہ بات پسند کرو گے کہ اس وقت تمہاری جگہ ہمارے پاس محمد صلعم ہوتے اور ان کی (العیاذ باللہ) گردن ماری جاتی اور تم اپنے اہل و عیال میں ہوتے؟ حضرت زیدؓ نے جلال میں آ کر کہا کہ خدا کی قسم میں تو یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ جہاں اس وقت میرے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں وہاں انہیں کانٹا چبھ جائے اور میں اپنے اہل خانہ کے درمیان بیٹھا ہوں۔ ابوسفیان نے کہا کہ جتنی محبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ان کے ساتھ کرتے ہیں اتنی محبت کرتے ہوئے میں نے کسی کو نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ ہم کو بھی یہی محبت کرنے کی توفیق فرمائے آمین۔

تحریر: قاضی محمد اسرائیل مانسہرہ

عقیدہ

آخری قسط

ختم نبوت کا تحفظ اور

اہل اسلام کی ذمہ داریاں

لاہوری مرزائی دھوکے میں قادیانیوں سے بھی دو قدم آگے ہیں

(۷) (مسیح علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو، نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار متکبر خود بیں۔ خدائی کا دعویٰ کرنیوالا۔

(مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۱ تا ۲۴)

محترم حضرات و خواتین!

مرزا غلام احمد کا آخری عقیدہ جس پر اس کا خاتمہ ہوا یہی تھا کہ وہ نبی ہے چنانچہ اس نے اپنے آخری خطبہ میں جو ٹھیک اس کے انتقال کے دن شائع ہوا واضح الفاظ میں لکھا کہ:

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں جو اس دنیا سے گذر جاؤں"

(اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ مجموعہ اشتہارات جلد سوم مباحثہ راولپنڈی صفحہ ۱۳۶)

یہ خط ۲۳ مئی ۱۹۰۸ کو لکھا گیا اور ۲۶ مئی کو اخبار عام شائع ہوا اور ٹھیک اسی دن مرزا قادیانی کا انتقال ہوا)

محترم حضرات و خواتین!

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک سو سال پہلے ۱۸۸۹ء میں اپنی جماعت کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۰۸ میں جب اس نے انتقال کیا تو اس کی جماعت میں کوئی اختلاف نہ تھا دونوں گروپ کے لوگ مرزا غلام احمد کو نبی رسول مسیح موعود مہدی معہود اور نجات دہندہ مانتے تھے

مرزا قادیانی کے انتقال کے بعد اس جماعت کا پہلا سربراہ حکیم نورالدین بنا جس کا انتقال ۱۹۱۴ء میں ہوا۔ اس وقت تک بھی جماعت قادیان اور جماعت لاہور کوئی الگ الگ جماعتیں نہ تھیں۔ اس چھ سالہ عرصے میں بھی محمد علی لاہوری خواجہ کمال الدین صدرالدین اور لاہوری پارٹی کے تمام افراد مرزا غلام احمد کو نبی اور رسول کہتے اور مانتے رہے۔ ۱۹۱۳ء میں محمد علی لاہوری اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے اخبار پیغام صلح میں حلفیہ بیان شائع ہوا جس میں انہوں نے لکھا کہ:

"ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود (مرزا غلام احمد قادیانی کو) اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں"

(پیغام صلح ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۲ بحوالہ ماہنامہ فرقان قادیان جنوری ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۳-۱۴)

حکیم نورالدین کے مرنے کے بعد اقتدار و اختیارات کے حصول کا جھگڑا ہوا کہ اب سربراہ کون بنے گا۔ محمد علی لاہوری نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور اسے سربراہ ماننے سے انکار کر دیا اور قادیان چھوڑ کر لاہور چلے آئے۔ لاہور آ کر لاہوری گروپ نے عام مسلمانوں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے مرزا غلام احمد کو مجدد اور مسیح موعود کہنے کا ڈھونگ رچایا مگر جس شخص نے خود اپنی زندگی میں نبوت ملنے اور وحی آنے کا دعویٰ کیا ہو ایسے شخص کو مجدد کو کیا ایک مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے۔ وہ صرف کافر دجال اور کذاب ہی ہو سکتا ہے اور اس کے تمام پیرو۔ چاہے وہ اپنا کوئی سا نام رکھیں، اسی زمرہ کفار میں شامل ہونگے

محترم حضرات و خواتین!

یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ جب بھی کوئی مدعی نبوت دعویٰ کرے گا تو لا محالہ فوراً کفر و ایمان کا سوال اٹھ کھڑا ہوگا۔ اس کے ماننے والے ایک امت اور نہ ماننے والے دوسری امت قرار پائیں گے الدیہ

اختلاف فروعی اختلاف نہ ہوگا بلکہ بنیادی اور اصولی ہوگا۔ جب مرزا قادیانی کی کتابیں دعویٰ نبوت و رسالت سے بھری ہوئی ہیں اور نام نہاد خود ساختہ الہامات "تذکرہ" وحی لکھتا ہے، سے پر ہیں تو اب یہ سوال نہیں کہ لاہوری مرزا غلام احمد کو کیا مانتے ہیں یا کیا سمجھتے ہیں۔ بلکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ مدعی اپنے بارے میں کیا کہتا ہے۔ مدعی کا قول سب سے مضبوط دلیل ہوتی ہے۔ ؎

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

مثلاً اگر ایک شخص ڈاکٹر ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں ڈاکٹر ہوں اور فلاں میڈیکل کالج سے میں نے ایم بی بی ایس کیا ہے۔ دوسرا اس کو کہے کہ نہیں صاحب آپ ڈاکٹر نہیں ہیں انجینئر ہیں۔ ظاہر ہے کہ بات مدعی کی مانی جائے گی اور اس کو ڈاکٹر ہی سمجھا جائے گا۔

جب مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹا مدعی ہونا ثابت ہو چکا ہے تو اسے مجدد مصلح، عالم یا عام مسلمان ماننا کھلا ہوا کفر اور زندقہ ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص ابوجہل کو کہے کہ وہ مسلمان تھا۔ (نعوذ باللہ)

محترم حضرات و خواتین!

پوری دنیا کے علماء اور مسلمانوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی خود اور اس کے ماننے والے دونوں گروپ جو اپنے آپکو "احمدی" کہتے ہیں (احمدی لاہوری اور احمدی قادیانی گروپ) کافر، زندیق، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ وہ ہرگز ہرگز اسلامی برادری کے فرد نہیں۔

بلکہ ہمارے نزدیک لاہوری گروپ قادیانی گروپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ یہ "مجدد" "مجدد" کا ڈھونگ رچا کر عام مسلمانوں کے لیے زیادہ دھوکے کا باعث بن رہا ہے۔

۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے ان دونوں گروپ کے سربراہوں مرزا ناصر احمد اور صدر الدین لاہوری کو اسمبلی میں بلایا۔ ان دونوں نے وہاں اپنے دلائل دیئے علماء اسلام کی طرف سے جواب دعویٰ داخل کیا گیا پھر قادیانی سربراہ ناصر احمد پر ۱۱ دن اور لاہوری سربراہ صدر الدین پر دو دن تک جرح ہوتی رہی مگر دونوں علماء کی کسی دلیل کا جواب نہ دے سکے۔ لہٰذا ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو علم و دلائل کی روشنی میں دونوں گروپ کو اتفاقی طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا۔

محترم حضرات و خواتین!

ایک اہم مسئلہ جس کی جانب میں آپ سب کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں، وہ ان دونوں گروپوں کے ساتھ معاشرتی و مذہبی میل جول ہے جو شریعت اسلامیہ کے اعتبار سے قطعاً ناجائز ہے۔ میں اس سلسلہ میں رابطہ عالمی کی قرارداد دلیل کے طور پر پیش کروں گا۔ جو اپریل ۱۹۷۴ء کے ایک عظیم اجتماع میں مکہ مکرمہ میں منظور ہوئی جس میں اسلامی ممالک کی ۱۴۴ مسلم آبادیوں کی تنظیموں کے نمائندے شامل تھے۔ جس کی شق ۳ یہ ہے کہ "مرزائیوں (دونوں گروپ) سے مکمل عدم تعاون اقتصادی معاشرتی اور ثقافتی ہر میدان میں مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور ان کے کفر کے پیش نظر ان سے شادی بیاہ کرنے سے اجتناب کیا جائے اور انکو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔"

اس شق کے پیش نظر تمام دنیا کے وہ مسلمان جو ان دونوں گروپ کی خطرناکی ان کے کفر و زندقہ کا بخوبی علم رکھتے ہیں اور وہ اس بات کو بھی جانتے ہیں کہ ان دونوں گروپ کی آمدنی کا ایک کثیر حصہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے خلاف خرچ ہوتا ہے۔ انہوں نے ان دونوں گروپ کا سوشل بائیکاٹ کر رکھا ہے کیونکہ ان کے ذہن میں ہے کہ ان کے ساتھ ادنیٰ سا تعلق اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے اور جو نہیں جانتے ان کو خبردار کیا جا رہا ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان جہاں کہیں بھی رہتے ہیں ان دونوں گروپ سے مکمل بائیکاٹ کریں۔ ان کے ساتھ میل جول، اٹھنا بیٹھنا، خرید و فروخت، ان کی دعوت میں شریک ہونا یا ان کو دعوت پر مدعو کرنا بند کر دیں۔ اگر یہ مر جائیں تو ان کے کفن دفن جنازے میں شریک نہ ہوں اور ان کے مردوں کو اپنے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیں۔

محترم حضرات و خواتین!

جب کہ میں پہلے بتلا چکا ہوں کہ اسلام، عیسائی یہودی وغیرہ غیر مسلم کو برداشت کرتا ہے سوائے موالات (قلبی دوستی) کے مواسات (ہمدردی نفع رسانی) مدارات (ظاہری خوش اخلاقی) سماجی تعلقات معاملات کی اجازت دیتا ہے۔ عیسائی کافر ہیں مگر ان کا نبی سچا تھا۔ یہودی خود غلط ہیں مگر جن کو وہ نبی مانتے ہیں وہ صادق تھے۔ سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں سے تعلقات ہو سکتے ہیں مگر کذاب و دجال کے پیروکاروں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں اور کفر کو اسلام کا لبادہ پہنا کر دھوکہ دینے والوں سے تعلقات نہیں رکھنے چاہیئے۔ اسلام کی غیرت کا تقاضہ یہ ہے کہ مسلمانوں سے محبت کی جائے اور گستاخان رسول و اسلام سے نفرت کی جائے۔

محترم حضرات و خواتین!

ہم جانتے ہیں کہ یہ امریکہ ہے مگر مسلمان جہاں بھی ہے وہ پہلے مسلمان ہے پھر کچھ اور۔ اگر شریعت کے احکام کو ہم یہاں جاری نہیں کر سکتے مگر کم از کم جس عمل کو ہم اپنا سکتے ہیں وہ ضرور اپنائیں۔ وہ یہ ہے کہ ہم مرزائیوں کے دونوں گروپ خواہ وہ لاہوری ہوں یا قادیانی، ان سے مذہبی سماجی اور معاشرتی کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھیں۔ ہم نے اپنا فرض سمجھتے ہوئے آپ پر اس بات کو کھول دیا ہے اور اس سلسلے میں حق راہنمائی کا مکمل فریضہ ادا کر دیا ہے۔ اب آپ اپنی ذمہ داری نبھائیں۔

آپ سب سے آخری گذارش یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی مرزائی (قادیانی یا لاہوری گروپ) کو ہدایت دیدیں اور وہ مسلمان ہونا چاہے تو اس کے مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ مرزا قادیانی سے اپنی علیحدگی اور برأت کا کھلم کھلا اظہار کرے۔ عام مجمع میں ثقہ گواہوں کے سامنے حلفیہ اقرار نامہ لکھے اور منہ سے کہتا جائے کہ میں فلاں بن فلاں سکنہ فلاں مرزا غلام احمد قادیانی کو دجال کذاب، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور اس کو نبی رسول مسیح موعود مہدی معہود مجدد مصلح عالم یا مسلمان نہیں مانتا اور اسی طرح اس کے ماننے والے گروہوں کو خواہ وہ مرزائی قادیانی ہوں یا مرزائی لاہوری (جو اپنے آپکو احمدی قادیانی اور احمدی لاہوری کہتے ہیں) کو کافر دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ آج سے میرا

باقی صفحہ ۲۶ پر

آستین کے سانپ یعنی قادیانی سانپ

از طاہر رزاق ایم اے

- جنہوں نے قصرِ نبوت کی دیواروں میں ارتداد کا نقب لگا کر قادیانی نبوت چلانے کی ناپاک جسارت کی۔
- جنہوں نے پاکستان کی بنیادوں میں علیحدگی کا نقب لگایا اور وطن عزیز دو لخت ہو گیا۔
- جو ملتِ اسلامیہ کے گھروں میں فرقہ پرستی کا زہر گھول کر انتشار و خلفشار کی فضا پیدا کر رہے ہیں۔
- یہ سانپ اسی دھرتی کا دودھ پیتے ہیں اسی میں بل بنا کر رہتے ہیں اور یہ بل کا کنکشن اسرائیل سے ملا ہے

پاکستان کا تصور حکیم الامت، ترجمان حقیقت، شاعر مشرق اور عزقاب عشق رسول ﷺ حضرت علامہ اقبالؒ نے پیش کیا تھا۔ جہاں مفکر پاکستان نے پاکستان کا عظیم تصور پیش کیا وہاں پیکر حکمت و دانائی اقبال مرحوم نے خطرے کی گھنٹی بجاتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اُمت مسلمہ کو دین اسلام اور ملتِ اسلامیہ کے خلاف یہود و نصاریٰ کی ایک بہت بڑی گھناؤنی سازش "فتنہ قادیانیت" سے بھی خبردار کیا تھا۔ محسن قوم علامہ اقبالؒ فرنگی کی تیار کردہ جھوٹی نبوت اور جھوٹے نبی مرزا قادیانی کی سازشوں سے بخوبی آشنا تھے اس مرد قلندر نے قادیانیت کے غلیظ چہرے سے نقاب سرکا کر اس کی بے وفا آنکھوں میں جھانک کر اس کی لوح دماغ پڑھ کر اور اس کے دل کی تہوں میں اسلام اور ملتِ اسلامیہ سے بغاوت کے سرکش ارادوں کو اپنی چشم بینا سے دیکھ کر دو تاریخی جملے کہے تھے "قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے" "قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں"

قیام پاکستان کے بعد قادیانی مرکز کفر و الحاد "قادیان" سے ایک سازش کے تحت ربوہ منتقل ہو گئے۔ انگریز سر فرانسس موڈی نے اپنے ان چہیتوں کو ربوہ میں ۱۰۳۴ ایکڑ سات کنال آٹھ مرلے اراضی پرانا آنہ فی مرلہ کے حساب ملتِ اسلامیہ سے غداری کے عوض تحفۂ عنایت کی۔ "ربوہ" ضلع جھنگ دریائے چناب کے کنارے چاروں طرف پہاڑوں سے گھرا ہوا "پاکستان" کے مرکز میں واقع ہے اور دفاعی لحاظ سے ضلع سرگودھا کے قریب ایک اہم علاقہ ہے۔ قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کی وزارت نے حکومت کی نوازشات کا رُخ ربوہ کی طرف موڑ دیا۔ ربوہ میں ریلوے اسٹیشن قائم ہوا۔ سڑکوں کی تعمیر شروع ہو گئی۔ تار گھر بنایا گیا۔ ہسپتال تعمیر ہوا۔ کالج معرض وجود میں آیا۔ بجلی پہنچائی گئی۔ سڑکیں بنائی گئیں اور دیگر تعمیر و ترقی کے بے شمار کام ہوئے ربوہ میں کسی مسلمان کو داخل ہونے اجازت نہ تھی تمام نام نہاد قادیانی خلیفہ کی اپنی مطلق العنان خلافت تھی خلیفہ کی اپنی عدالتیں اور تھانے تھیں۔ ربوہ شہر کے اپنے الگ انتظام پر تھے سکولوں کالجوں کے اساتذہ کا تمام اسٹاف قادیانی تھا۔ المختصر پاکستان میں ایک مضبوط اور ایک منظم قادیانی ریاست قائم ہو چکی تھی۔

اب ہم حقائق کی روشنی میں نہایت مختصر انداز میں ثابت کرتے ہیں کہ قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔

اکھنڈ بھارت: ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے

تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحدہ ہو جائیں (الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

قادیانی مردے امانتاً دفن ہیں — قادیانیوں نے آج تک وجودِ پاکستان کو تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ ان کا الہامی عقیدہ ہے کہ ایک نہ ایک دن پاکستان ٹوٹ کر رہے گا اور ہم اپنے قبلہ و کعبہ قادیان ضرور جائیں گے اسی لئے قادیانی اپنے مُردوں کو ربوہ کے نام نہاد بہشتی مقبرہ میں امانتاً دفن کرتے ہیں کیونکہ جب پاکستان ٹوٹ جائے گا تو ہم اپنے مردے یہاں سے نکال کر قادیان لے جائیں گے۔ مرزا محمود ابن مرزا قادیانی و دیگر قادیانی گرو گھنٹالوں کی قبروں پر ایسی ہی باغیانہ اور غدارانہ تحریریں رقم تھیں۔ جو اب کسی مصلحت کے تحت ہٹا دی گئی ہیں۔

قائداعظم کا نماز جنازہ نہیں پڑھا...... محسن قوم بانی پاکستان محمد علی جناح کا نماز جنازہ اس وقت کے قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ مرتد نے نہیں پڑھا تھا بلکہ غیر ملکی سفیروں کے ساتھ باہر بیٹھا رہا (وہ قائداعظم کو کافر سمجھتا تھا کیونکہ قائداعظم مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے تھے)

تقسیم ملک کے وقت قادیانیوں نے پاکستان میں شمولیت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور حد بندی کمیشن کے سامنے ایک الگ قادیانی ریاست کا مطالبہ کیا تھا اور اس میں اپنی تعداد، علیحدہ مذہب، اپنے سکول، فوجی ملازمین کی کیفیت اور آبادی وغیرہ کی تفصیلات درج کیں۔ حتیٰ کہ قادیانی جماعت نے باؤنڈری کمیشن کو قادیانی ریاست کا الگ نقشہ بھی پیش کیا یہ تمام تفصیلات حال ہی میں شائع ہونے والی کتاب PARTITION OF THE PUNJAB میں درج ہیں۔

بلوچستان پر قبضہ کرنے کا منصوبہ... قادیانی جب اپنی علیحدہ ریاست قائم کرنے میں ناکام رہے تو پھر انہوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ پاکستان میں ایک صوبہ قادیانی ہونا چاہیئے اس کے لئے انہوں نے بلوچستان کا انتخاب کیا انہوں نے سوچا کہ بلوچستان رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اور آبادی کے لحاظ سے چھوٹا اور آبادی کی اکثریت اَن پڑھ ہے لہٰذا یہاں ہمارا کھوٹہ سکہ خوب چلے گا۔ لیکن علماء حق نے ان کی اس سازش کے پرخچے اڑا دیئے۔

ملاحظہ ہو قادیانی منصوبہ،

"بلوچستان کی کل آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو تو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت اس طرف پوری توجہ دے تو اس صوبہ کو بہت جلد احمدی بنایا جا سکتا ہے اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنائیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے۔ پس تبلیغ کے ذریعے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالو تاکہ تاریخ میں آپ کا نام رہے۔" (مرزا محمود احمد کا بیان مندرجہ "الفضل" ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء)

لیاقت علی خاں کا قتل..... گزشتہ دنوں قومی اخبارات میں اور کراچی سے شائع ہونے والے ایک جریدہ ہفت روزہ تکبیر (مارچ ۱۹۸۶ء) میں پاکستان کے سراغرساں جیمز سالومن وسنتنٹ کی یادوں کے حوالے سے بتایا گیا کہ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو سید اکبر نے نہیں بلکہ ایک جرمن قادیانی کنزے نے قتل کیا ہے۔ اس قادیانی کی پرورش سر ظفر اللہ خاں نے کی تھی اب اس قتل کی وجہ بھی سنیئے۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے قاضی احسان احمد شجاع آبادی کو حکم فرمایا کہ وزیر اعظم پاکستان خان لیاقت علی خان سے ملاقات کر کے انہیں قادیانیوں کی خرمستیوں اور سیاسی قلابازیوں سے آگاہ کرو۔ لہٰذا ملاقات کے لئے صرف ۵ منٹ کا وقت دیا گیا لیکن جب قاضی صاحب نے قادیانیت کے سربستہ رازوں کی گرہیں کھولیں تو لیاقت علی خان ششدر رہ گئے اور یہ پانچ منٹ کی ملاقات ڈھائی گھنٹے میں بدل گئی۔ لیاقت علی خاں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "اب یہ بوجھ آپ کے کندھوں سے میرے کندھوں پر آن پڑا ہے"۔ سیالکوٹ میں قاضی صاحب کی لیاقت علی خان سے آخری ملاقات ہوئی۔ اور اس کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ لیاقت علی خان نے سر ظفر اللہ کو وزیر خارجہ کے عہدہ سے علیحدہ کرنے کا پکا فیصلہ کر لیا تھا اور راولپنڈی کے جلسہ عام میں اس کا اعلان کرنے والے تھے ادھر قادیانی سازشی قوتیں بھی تیار بیٹھی تھیں۔ جیمز کے بقول کنزے جلسہ عام میں سٹیج کے قریب ہی بیٹھا ہوا تھا اس نے پٹھانوں والا لباس پہن رکھا تھا جونہی شہید ملت سٹیج پر آئے کنزے نے فائرنگ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ شور و غل میں سید اکبر کو قاتل مشہور کر دیا گیا اور سوچی سمجھی سازش کے تحت اسے ہلاک کر دیا گیا۔

کنزے راولپنڈی سے فرار ہو کر ربوہ پہنچا اس کے بعد وہ مغربی جرمنی فرار ہو گیا اور بقول جیمز کنزے آج بھی مغربی جرمنی کے شہر برلن میں زندہ ہے۔

اسرائیل میں ۶۰۰ قادیانی فوجی اسرائیل نے مسلمانانِ عرب پر جو ظلم و ستم توڑے ہیں انہیں پڑھ کر ہلاکو، چنگیز خاں کے مظالم بھی ماند پڑ جاتے ہیں۔ خصوصاً اسرائیل نے فلسطین میں خون ناحق کے جو دریا بہائے ہیں صرف وہی داستان ظلم پڑھ کر جسم پر رعشہ طاری ہو جاتا ہے اور شریانوں میں خون منجمد ہوتا محسوس ہوتا ہے لیکن آپ یہ پڑھ کر حیران رہ جائیں گے کہ ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی میں مولانا ظفر انصاری نے پارلیمنٹ کو یہ بتا کر ورطۂ حیرت میں ڈال دیا کہ جہاں ننگ انسانیت یہودی درندے فلسطین و دیگر عرب ممالک کے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں ۶۰۰ قادیانی فوجی بھی اسرائیل کی فوج میں باقاعدہ بھرتی ہیں اور اس چنگیزی فعل میں یہودی درندوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔

اسرائیل میں قادیانی مشن اسرائیل میں کوئی بھی مذہبی مشن کام نہیں کر سکتا لیکن قادیانی مشن کو اسرائیل میں کام کرنے کی کھلی اجازت ہے حال ہی میں روزنامہ "نوائے وقت" کے اول صفحہ پر ایک چونکا دینے والی تصویر شائع ہوئی ہے جس میں اپنے فرائض تبلیغ سے سبکدوش ہونے والا قادیانی مشن کے سربراہ کا تعارف اسرائیلی صدر سے کروا رہا ہے۔ اخبار میں راز فاش ہونے پر دار الکفر ربوہ کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے مسلمانوں کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔

امریکی ایجنٹ قادیانی دنیا کی ہر استعماری طاقت کے ایجنٹ ہیں۔ بڑی طاقتوں کے بغل بچے بن کر رہتے ہیں اور اپنے مفادات سمیٹتے رہتے ہیں موجودہ حالات میں قادیانیوں کو روئے زمین پر ذلت کی خاک چاٹتے ہوئے دیکھ کر امریکہ اپنے ان پروردوں کی حمایت میں کھل کر سامنے آگیا اور امریکہ نے واشگاف الفاظ میں حکومت پاکستان کو یہ کہہ دیا ہے کہ امریکہ پاکستان کو امداد صرف اس شرط پر دے گا کہ حکومت پاکستان قادیانیوں کے خلاف اٹھائے گئے سارے قانونی اقدامات واپس لے لے اور انہیں حقائق سے نقاب اٹھاتے ہوئے پاکستان کے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے اقتدار کے آخری ایام میں سے قادیانیت کے نباضِ آغا شورش کشمیریؒ کو بتایا کہ برسر اقتدار آنے کے بعد جب میں پہلی مرتبہ سربراہ مملکت کی حیثیت سے امریکہ کے دورہ پر گیا تو امریکی صدر نے مجھے ہدایت کی کہ پاکستان میں قادیانی جماعت ہمارا گروہ ہے آپ ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھیں۔

دوسری مرتبہ جب میں پھر امریکہ کے سرکاری دورہ پر گیا تو دوبارہ پھر یہی ہدایت ملی۔ بھٹو نے کہا کہ یہ بات میرے پاس قومی امانت تھی۔ ریکارڈ کیلئے پہلی مرتبہ انکشاف کر رہا ہوں۔

روسی ایجنٹ قادیانی بین الاقوامی سازشوں اور جاسوسی کے اتنے تجربے ماہر ہیں کہ دونوں سپر طاقتوں امریکہ اور روس کو اپنے انسانیت سوز اور اخلاق شکن منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس بدنام زمانہ گروہ کی خدمات مستعار لینا پڑتی ہیں۔ قادیانی فتنے کا ایک ہاتھ امریکہ اور دوسرا ہاتھ روس نے تھاما ہوا ہے۔ گزشتہ دنوں رسوائے زمانہ مرزائی صنعت کار اور دار الکفر ربوہ کی ایک اہم شخصیت نصیر اے شیخ نے لاہور میں اپنی رہائش گاہ پر پاکستان میں مقیم روسی سفیر کے اعزاز میں ایک پرتکلف عشائیہ کا اہتمام کیا جس میں ملک کی اہم شخصیات کو مدعو کیا دعوت کے بعد نصیر اے شیخ اور روسی سفیر کی اہم اور خفیہ میٹنگ ہوئی۔

علاوہ ازیں اسلام آباد میں ایک قادیانی پروفیسر جمیل احمد روسی لٹریچر تقسیم کرتا ہوا پکڑا گیا اور اس وقت پاکستان میں قادیانی لابی پاکستان و افغانستان کے مابین تعلقات کی پوری رپورٹ روس کو پہنچا رہی ہے اور دوسری طرف قادیانیوں پر روسی نوازشات کی بارش بھی دیکھئے کہ ننگ وطن ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل پرائز سے نوازا گیا۔

درحقیقت یہ نوبل پرائز روسی اور یہودی لابی کی طرف سے قادیانیوں کو ان کی خدمات کے عوض دیا گیا۔

شاہ فیصلؒ کی شہادت جب ایک خطرناک یہودی سازش کے تحت محسن اسلام، خادم امت محمدیہ اور پاسبان حرم شاہ فیصلؒ کو شہید کر دیا گیا تو روئے زمین

باقی صفحہ ۲۵ پر

وادئ مکران

کاہ مصنوعی حج

حکومت اور اہل پاکستان کیلئے لمحہ فکریہ

تحریر
محمد سلیم بلوچ

وادی مکران (بلوچستان) کو برصغیر میں یہ شرف حاصل ہے کہ جنوبی ایشیا میں سب سے پہلے اسلام کی ضیاء پاشیوں سے یہ خطہ منور ہوا اور صحابہ کرامؓ اور تابعین و تبع تابعین کے مقدس قدموں کو چومنے کا شرف حاصل ہوا۔

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتح کردہ وادی بلوچستان ہمیشہ اسلام کا قلعہ رہا۔ یہاں کے لوگ جو بلوچی اور بروہی زبان بولتے ہیں ہمیشہ مل جل کر رہے۔

یہ وہ بلوچستان ہے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فارس پر قبضہ کیا تو اس قبضہ میں بلوچستان بھی شامل ہے۔

یہاں کے لوگوں کو اسلام سے اس قدر محبت ہے کہ بلوچستان میں مسلم اکثریت ۹۰ فیصد نماز کی پابند ہے (سوائے ذکریوں کے)

بلوچستان کے لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اسلام کی آغوش میں پناہ لی اور اسلام کی حقانیت کو صدق دل سے تسلیم کرلیا اور انہوں نے اسلام کے لئے ناقابل فراموش خدمات انجام دیں جو رہتی دنیا تک اسلام بلوچوں کی بے پناہ محبت و شیفتگی کا بین ثبوت ہے۔

۱۴۰۰ سنہ کی بات ہے کہ اٹک سے آنے والے شخص ملا محمد اٹکی نے بلوچستان کے غیور بلوچوں کی اسلام سے محبت اور وفاداری کو دیکھ کر اپنے آپ کو پہلے عالم، پھر بزرگ اور پھر امام مہدی کے بعد رسول ظاہر کیا اور کہا کہ میں مہدی ہوں اور رسول ہوں۔ یہاں کے لوگوں میں سرداری نظام رائج تھا وہ سرداروں سے ملا اور اپنا نیا دین ان لوگوں کو بتلایا، بالآخر ملا محمد اٹکی نے نیا کلمہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نُوْرِ پَاک نُوْرِ مُحَمَّدْ مَہْدِیْ رَسُوْلُ اللّٰہ" ایجاد کیا۔ اور کہا کہ اب نماز اور رمضان کے روزے منسوخ ہو گئے۔ یہاں کے جاہل اور سادہ لوح مسلمانوں نے اس اجنبی کی باتیں سنیں اور اسے اپنا خیر خواہ سمجھ کر اس کے بتائے ہوئے گمراہ کن دین کو قبول کرلیا۔ بالآخر ملا محمد اٹکی سات یا دس سال تربت (مکران) میں رہنے کے بعد مکران سے فرار ہو گیا اور اس کے پیروکاروں (ذکریوں) نے یہ عقیدہ رکھا کہ نور تھا، نور میں مل گیا۔

چونکہ ذکری مذہب میں نماز، رمضان المبارک کے روزے اور اسلام کے عطا کردہ نظام زکوٰۃ اور حج بیت اللہ منسوخ ہیں اس لئے انہوں نے نماز کے مقابلہ میں چوگان اور ذکر رکھا، رمضان المبارک کے تیس روزوں کے مقابلہ میں ذی الحجہ کے آٹھ روزے نفل قرار دیئے۔ اسلام کے عطا کردہ نظام زکوٰۃ کو توڑ مروڑ کر نیا نظام زکوٰۃ رائج کیا۔

ذکری ملاؤں (پیشواؤں) نے ملا محمد اٹکی کے فرار کے بعد اس مقام کو جہاں ملا محمد اٹکی نے قیام کیا تھا مقام حج قرار دیا اور ہر سال ہزاروں ذکری مختلف مقامات سے اس مقام پر حج کرنے آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے اور اپنی جوار رحمت میں جگہ دے ان علماء کرام اور عوام و خواص کو جن کی سعی پیہم اور انتھک و بے لوث جدوجہد سے ملک اور بیرون ملک کے لوگ ذکری مذہب سے آشنا ہو گئے۔ بلوچستان کے علماء حق نے اس مذہب کے خلاف تحریک چلائی، جہاد کئے جنگیں لڑیں، بالآخر آج ان علماء کرام کے جانشینوں اور بلوچستان کے نوجوانوں نے "تحریک نوجوانان اسلامی پاکستان" کے پلیٹ فارم سے اپنے علماء حق کی سنت کو دوبارہ زندہ کیا اور "کوہ مراد" کے مصنوعی حج کے خلاف تحریک کا اعلان کیا۔

کوہ مراد یہ ایک پہاڑی ہے جو تربت (مکران) کے جنوب میں ایک میل کے فاصلے پر ہے۔

یہ ایک چلی جھلسی اور بے رونق پندرہ بیس فٹ لمبی پہاڑی ہے پسنی اور گوادر جاتے ہوئے یہ لب سڑک واقع ہے۔

ازروئے ذکری اعتقادات یہاں پر مہدی نے قیام کیا ہے اور یہ مہدی کے انوار و تجلیات کا مرکز ہے، اسی بنا پر اس کو خانہ کعبہ بیت اللہ شریف کا قائم مقام تصور کرتے ہیں۔ دراصل یہ پہاڑی ذکری عقیدہ کے مطابق "مقام محمود" ہے۔ اسی بنا پر وہ اس کی زیارت اور طواف کرتے ہیں۔ قدیم ایام میں دس ذی الحجہ کو "گل ذن" میں عرفات مناتے ہیں اور اس جگہ کو منیٰ تصور کرتے ہیں بے دریغ قربانی کرتے ہیں۔ قیام پاکستان تک یہی کیفیت رہی، البتہ قیام پاکستان کے بعد ۲۷ رمضان المبارک کی زیارت شامل ہو گئی اور "کوہ مراد" زیارت مشہور ہونے لگی۔ شاید غیر مسلم قرار پانے سے بچنے کا حیلہ تلاش کرتا تھا۔

سب سے پہلے پہاڑی کے دامن میں قطار باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں پھر پیشواؤں کی سرکردگی میں طواف شروع ہو جاتا ہے۔ طواف کے تین چکر ہوتے ہیں اور ان الفاظ سے طواف شروع کر دیا جاتا ہے۔

"صدق بنداں اور گرد اپیرا"

یعنی میں اس بزرگ پیر کا (جو اس پہاڑ میں ہے) سچے دل سے طواف کرتا ہوں۔ اسے نیت کا نام دیں یا تلبیہ کہہ دیں، بہرحال یہیں سے طواف شروع ہو جاتا ہے اور شیطانی بندہ شیطانی الکنہ کے گرد لٹو ہو جاتا ہے۔ عورت اور مرد مجموعی طور پر تین مرتبہ طواف کرتے ہیں اور اجتماعی طور پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کرتے ہیں۔ اس طریقہ پر کہ ایک طرف کے افراد جب ذکر کرتے ہیں تو دوسری طرف کے خاموشی سے سنتے ہیں۔ اس طرح یکے بعد دیگرے ذکر ہوتا ہے اور پھر سجدے میں گرتے ہیں جو قریب قریب پندرہ منٹ کا ہوتا ہے۔ سجدے سے سر اٹھا کر سب بیٹھ جاتے ہیں۔

یہ یاد رہے کہ ان کے سجدے میں قبلہ رخ ہونے کی قید نہیں، اب سلام پھیرنے کا عجیب طریقہ ہے۔ پہلے ایک آدمی بائیں الفاظ سلام پھیرتا ہے "اسلام علیکم"۔ اس کے اس بعد اس کے دائیں جانب بیٹھا ہوا جواباً "وعلیکم السلام" کہتا ہے۔ اس طرح یہ سلسلہ قطار کے آخر تک پہنچتا ہے۔

منیٰ دسویں ذی الحجہ کو مقام پر اکثر کثرت سے قربانی کرتے ہیں، کہ بقول ان کے "منیٰ" کا پورا حق ادا ہوتا ہے۔

حرم کوہ مراد کے محیط ایک طویل فصیل ہے۔ اسے حدود حرم تصور کرتے ہیں جو اندر جانے کو ادبی تصور کرتے ہیں۔

مسجد طوبیٰ آج کل اسی حرم سے متصل ایک

"ذکر خانہ" ہے جس کا نام انہوں نے "مسجد طوبیٰ" رکھا ہے۔ بقول شخصے "چوری کا حق ادا کر دیا ہے۔ جبکہ مسجد کا تصور ان کے یہاں نہیں ہے۔ ذکر خانہ ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایک ایک مقام کا نام مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کے نام پر تجویز کیا ہے۔

مقامِ محمود "کوہ مراد" کو ہی یہ لوگ مقام محمود کہتے ہیں ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بوقت طواف یہ دعا پڑھتے ہیں،

بسم اللہ نور محمدی بسم اللہ حق جہانی
قطب ربانی السلام نور اولین و آخرین السلام
محبوب سبحانی کوہ مبارک حقانی آستانہ حکم
اسانی گردان یا قطب ربانی از طفول مہدی
علیہ السلام ہادی آمتان رحمان والنس وجان
آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔
(قلمی نسخہ ملا محمد و ملا کمالان)

مہر "کوہ مراد" کی چوٹی کے مغربی کنارے پر ایک گڑھا ہے اس کو "مہر" کہتے ہیں۔ اس کے مغربی جانب ایک بڑا پتھر ہے، جس پر کلمہ شہادت اور کلمہ فرقہ ذکریہ یعنی "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ نُوْرِ پَاکْ مُحَمَّد مَہْدِی رَسُوْلُ اللہِ" لکھا ہوا ہے۔ اس کا طواف کرتے ہیں۔ اس پر موسم حج میں ایک ذکر اور سجدہ بھی کرتے ہیں جن کا ذکر حج کی ادائیگی کے بیان میں ہو چکا ہے۔

آبِ کوثر مہر سے مغربی جانب جو لکھا ہوا پتھر ہے اس سے متصل ایک چھوٹا سا گڑھا ہے جس میں بارش کا پانی جمع رہتا ہے۔ پاس ہی ایک "سیپی" رکھی ہوئی ہے جسے بلوچی میں "کرکینک" (سیپی) کہتے ہیں۔ ہر حاجی ایک کرکینک پانی پی سکتا ہے۔ ان خیال میں یہ کرکینک (سیپی) حوضِ کوثر کا پیمانہ ہے۔

شجرِ طوبیٰ کوہ مراد کے شمال جانب ایک درخت ہے جسے بلوچی میں "چگر" کہتے ہیں۔ یہ املی کی طرح کا درخت ہے جو قد میں اس سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کے سفید رنگ کے پھل ہیں یہ میٹھے ہوتے ہیں اور کھائے جاتے ہیں۔ "شجر طوبیٰ" کہتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ خودرو درخت علاقے میں کافی مقدار میں پایا جاتا ہے اکثر پہاڑی علاقوں میں ہوتا ہے۔ مئی، جون کے مہینوں میں اس کے پھل لگتے ہیں۔

متبرک پانی کوہ مراد کے جنوب مغرب میں ایک گڑھا ہے جس میں پانی بھرا رہتا ہے جس کا نام "گنجاب" یعنی جاگ کا پانی ہے اس پانی کو متبرک سمجھ کر پیا جاتا ہے۔ یہ آب زم زم کے علاوہ ہے۔

پُل صراط ایک چٹان پر باؤنڈری بنی ہوئی ہے مشہور ہے کہ جو شخص اس چٹان پر چڑھ کر اس باؤنڈری تک پہنچے تو اس نے پل صراط عبور کر لی۔

گل ڈن (عرفات) یہ ایک میدان ہے جو تربت کے جنوب میں ہے۔ قدیم ایام میں ۹ ذی الحجہ کو اس میں حج مناتے ہیں یہ میدان قائم مقام عرفات ہے۔ اس میں ایک مجلس ذکر بلا قید وقت منعقد کی جاتی ہے۔

کوہِ امام (غارِ حرا) یہ کوہ مراد کے مغربی جانب ایک پہاڑی ہے جو چار دیواری کے اندر ہے۔ اس میں ایک غار ہے۔ ان کے زعم میں ان کے مہدی نے اسی میں چلہ نکالا ہے۔ اسے غار حرا کا مثیل مانتے ہیں۔ موسم حج میں اس پر ایک مجلس ذکر منعقد کی جاتی ہے۔ اس پہاڑ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھتے ہیں۔

السلام علیکم مکام نور — ہادی و مہدی ما را نور
ما راز خود مکن دور — آشکانا جاف وسور
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

چونکہ ذکری تحریرات انتہائی ناقص ہیں خط کشیدہ الفاظ کی بطور مثال وضاحت کر دی جاتی ہے۔ مکام یہ دراصل مقام ہے۔ آشکانا یہ دراصل عاشقان را ہے اور جہاں تک معنی کا تعلق ہے ان کا صیغۂ راز میں رہنا ہی مناسب ہے۔ اس مقام پر ذکری حجاج اپنے بزرگوں کو بھی پہنچاتے ہیں۔ مثلاً، السلام علیکم حاجی گازی (غازی) و بی بی خمیسہ، السلام علیکم شیخ کاسم (قاسم) و بی بی روز خاتون، السلام علیکم شیخ عبد الکریم و بی بی ملک خاتون وغیرہ (نسخہ ملا کمالان)

شیریں دوکرم شیریں دوکرم وہ ندی ہے جو کوہ مراد اور تربت سے مشرقی جانب شمالاً جنوباً بہتی ہوئی "کیچ کور" سے ملتی ہے اور ذکری معتقدات میں اس کی اہمیت ہے بلکہ ذکریوں کی مجالس ذکر اور ذکر اور چوگان کی راتوں میں جو صفت (یعنی گانے کے بول بولے جاتے ہیں ان میں "شیریں دوکرم" کا نام بھی آتا ہے۔

آبِ زمزم تربت کی ایک کاریز ہے جو بازار کے اندر شرقاً وغرباً جاتی ہے جسے کاریز اذکی یا بزنگی کہا جاتا ہے جو "خسروی" کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔

اس کے پانی کو زمزم کا پانی تصور کیا جاتا تھا اور اس کے پانی کو بطور تبرک شیشیوں میں بھر کر لے جایا جاتا ہے۔ اب یہ کاریز خشک ہو گئی ہے اور ایک قطرہ پانی کو ترستی ہے جس کا شیطان کو یقیناً قلق ہوگا۔ یہ خشک کاریز چونکہ تربت کے بازار کے اندر سے گزرتی ہے۔ اب یہ از ابتدا تا انتہا نا قدر شناسوں کے بیت الخلاء کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

از قرار شنیدہ ذکریوں نے ایک چشمہ کو اس کا قائم مقام بنایا ہے ویسے بھی ضرورت ایجاد کی ماں ہے، وہ سب کچھ کرا دیتی ہے۔

چاہ قیامت یعنی قیامت کی نشانی کا کنواں:

مُلّائے کوہ یہ کوہ مراد کے درمیان ایک کنواں ہے جس کے متعلق ذکری اعتقادات

باقی صفحہ ۲۷ پر

مطب صدیقی
حکیم ظہور احمد صدیقی۔ حافظ آباد ضلع

مکتوب بلوچستان

بلوچ آباد میں عظیم الشان سیرت کانفرنس

نمائندہ ختم نبوت

ایک روزہ سیرت النبیؐ کانفرنس بمقام بلوچ آباد مند مکران منعقد ہوئی۔ جس کی تین نشست ہوئیں صدارت کے فرائض میزبان حاجی محمد بلوچ آبادی نے انجام دیے جبکہ مہمان خصوصی شیخ المشائخ حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب نائب حالمی تحفظ ختم نبوت بلوچستان تھے تلاوت قرآن کریم قاری محمد عیسیٰ صاحب مدرس مدرسہ سردار لہڑی پیشکان قاری علی محمد صاحب مدرس اشاعت التوحید تعریف حافظ سلام الدین متعلم مدرسہ دار العلوم بلوچ آباد مند نے کی مہمان حضرات کو سپاسنامہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب مدرس دار العلوم بلوچ آباد مند نے پیش کیا اور قرارداد مفتی مکران مولانا مفتی احتشام الحق صاحب نائب ناظم تحفظ ختم نبوت بلوچستان نے پڑھ کر سنائیں اسٹیج سیکرٹری فضل الرحمٰن فاروقی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت مکران ڈویژن اور نعت خوانان عبدالباقی بلوچ، رو ہیر محمد، عبدالحمید بلوچ، حافظ سلام الدین، عطاء اللہ غازانی تھے مقررین حضرات میں حضرت مولانا عبدالرشید ترابی مولانا محمد ابراہیم دشتی ڈاکٹر محمد اسماعیل، مولانا خلیل بلیدی، مولانا عبدالغفور ؒ۔ مولانا عبدالرؤف صدر جمعیت علماء اسلام ضلع گوادر مولانا عبدالرزاق والسندین، مولانا عبداللہ جگوری، شیخ الحدیث مولانا عبدالغفار خاصران رکن مجلس شوریٰ تحفظ ختم نبوت بلوچستان نے حضرت مولانا نذیر احمد صاحب تونسوی مرکزی مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان حضرت مولانا عبدالغفور صاحب حیدری ڈپٹی جوائنٹ سیکرٹری جمعیت و رکن سپریم کونسل صوبہ بلوچستان خطیب مکران شہباز خطابت مولانا محمد الیاس صاحب رکن مجلس شوریٰ تحفظ ختم نبوت بلوچستان شیخ المشائخ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب نائب امیر تحفظ ختم نبوت بلوچستان مندرجہ بالا تمام علماء کرام کی تقریروں کا خلاصہ یہ ہے کہ آج محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح اطہر ہم سے یہ پوچھتی ہے کہ اے میری اُمت تم کہاں خواب غفلت میں سوئے ہو کہ ذکری اور قادیانی میرے بعد بھی مرزا غلام اور انکی کو نبی مانتے ہیں جبکہ میں آخری نبی ہوں۔ کیا یہ ہماری زندگی بے جرم گذر رہے ہیں۔ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مفتی محمودؒ کے بعد ہم نے اپنا مشن چھوڑ دیا ہے ذکری اور قادیانی اب پھر سر اُبھار رہے ہیں بالخصوص موجودہ حکومت ان کی پشت پناہی میں مصروف ہے۔ کبھی ربوہ کو کعبہ بنایا گیا کبھی کوہ مراد کو کعبہ بنادیا اور کبھی بابری مسجد کی جگہ مندر کا تعمیر یہ امت محمدیہ کی غیرت کو للکارا جارہا ہے ان کو مٹانے کے لیے عہد کریں اور ہاتھ اٹھائیں سب نے ہاتھ اُٹھائے اگر ہماری یہ حالت رہی تو حشر کے میدان میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے پوچھیں گے تو کیا جواب ہمارے موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سے پوچھیں گے کہ تم زندہ ہو شعائر اللہ کی توہین ہو کوہ مراد ہو رہی ہے۔ میرے آخری پیغمبر کی ختم نبوت پر لوگ ڈاکہ ڈالتے ہیں اور تم خاموش ہو۔ (مولانا رحمت اللہ صاحب) اجلاس میں یہ مندرجہ ذیل قراردادیں متفقہ طور پر منظور ہوئیں۔ ① بابری کی جگہ مندر کی تعمیر کرنے پر یہ عظیم الشان احتجاج انڈیا حکومت کی پر زور مذمت کرتا ہے اور عالم اسلام سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ انڈیا گورنمنٹ پر سفارتی دباؤ ڈالا جائے ② ذکریوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے اور کوہ مراد کے نام نہاد حج پر پابندی عائد کی جائے۔ ③ ذکریوں اور قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔ ④ مکران ڈویژن میں ذکریوں کو زکوٰۃ کمیٹی کا ممبر و چیئرمین بنادیا گیا ہے جب کہ ذکری زکوٰۃ کے منکر ہیں یہ عظیم الشان اجتماع حکومت کے اس اقدام کو ہم غم و غصے کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہ عظیم الشان جلسہ مطالبہ کرتا ہے کہ ذکریوں کو زکوٰۃ کمیٹی سے علیحدہ کیا جائے۔ ⑤ یہ عظیم الشان جلسہ صوبہ بلوچستان حکومت کی اس اقدام کا خیر مقدم کرتا ہے کہ صوبائی حکومت نے شراب عریانی بے حیائی پر پابندی عائد کی ہے لیکن مکران میں اس حکم پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے یہ عظیم الشان جلسہ مطالبہ کرتا ہے کہ یہاں بھی عمل درآمد کیا جائے۔

مولانا محمد رمضان آف بھکر کی وفات پر تعزیت

کروڑ لعل عیسن (نامہ نگار) مدرسہ عربیہ جامع العلوم کے مہتمم مولانا محمد رمضان فاضل دیوبند کی وفات پر حافظ خلیل احمد نمائندہ جنگ، چوہدری عبدالرحمٰن لاہوری، مولانا عبدالرؤف، قاری غازی خان اور رانا محمد یوسف نے گہرے دل سے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے مولانا مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کی دعا کی اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

ہری پور کے نواحی قصبہ بانگرائے میں

جلسہ سیرت سے مولانا احسان دانش کا خطاب

ہری پور۔ کے نواحی قصبہ بانگرائے میں گزشتہ دنوں جمعہ کی شب سیرت النبیؐ کے موضوع پر ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب قاری راشد صاحب نے سرانجام دیئے اس اجتماع سے شبان تحفظ ختم نبوت کے دوسرے کارکنان کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ جناب احسان دانش صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں سیرت النبیؐ پر روشنی ڈالی اور قادیانیت کا پوسٹ مارٹم کیا۔ جناب احسان دانش صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ چودہ سو سال پہلے جب عرب کے ریگزاروں میں ظلم و بربریت، نفرت، عداوت، لڑائی جھگڑا اور اس طرح کے دوسرے جھگڑے عروج پر تھے تو رب العالمین نے اپنی مخلوق پر رحمت کے بادل برسائے اور انسانیت کی ہدایت و فلاح کیلئے نبی آخر الزمان حضرت محمدؐ کو مبعوث فرمایا۔ جناب احسان دانش صاحب نے اس کے بعد قادیانیت کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے کہا کہ ادھر نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کا حُسن بے مثال دیکھئے ادھر قادیان کے غلام احمق قادیانی کو دیکھئے کہ جس کی ایک آنکھ بھی نہیں اور دعویٰ ہے نبوت کا اور پھر سب سے بڑھ کر ستم یہ کہ جو بے عقل مٹی کے ڈھیلے اور گڑ میں فیصلہ نہ کر سکے وہ نبی کیسے بن سکتا ہے۔ انہوں نے قادیانی کتب سے مختلف حوالہ جات لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہوئے ان پر زور دیا کہ وہ مرزائیوں سے مکمل بائیکاٹ کریں اور ان کی مصنوعات استعمال نہ کریں۔

انہوں نے حکومت کی مرزائیت نوازی پر کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اپنے باپ ذوالفقار علی بھٹو کے قاتلوں سے سمجھوتہ اگر بے نظیر نے کسی سیاسی مصلحت کے تحت کیا ہے تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن ساہیوال، سیالکوٹ اور سکھر کیس کے مرزائی قاتلوں کی سزائیں معاف کر کے اور دس کروڑ مسلمانوں کے دشمنوں کو کھلی چھٹی دے کر سکندر مرزا کی طرح شہداء کے خون سے غداری کی ہے۔

یقین رکھتے ہیں لیکن ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس وقت کی منتخب اسمبلی کی متفقہ قرارداد پر سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کیلئے آئین میں جو ترمیم کی تھی اس پر عمل درآمد کرا کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرانے کیلئے قانونی کارروائی کی جائے اور آئین اور قانون کی بالادستی بحال کرنے کیلئے قصوروار قادیانیوں کے خلاف غداری کے الزام میں مقدمے چلائے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو سابق صدر مرحوم جنرل ضیاء الحق نے ایک آرڈی ننس جاری کر کے قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی لگا دی تھی لیکن کتنا بے غیرتی کا کام ہے کہ قادیانیوں نے مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کی موت پر جشن منایا تھا لیکن بے نظیر بھٹو کی نام نہاد جمہوری حکومت میں ان کو کھلی چھٹی دے دی ہے۔

مذہبی لوگوں کی طرف سے ڈاکٹر عبدالسلام کو دھمکیاں

لندن ۔ نوبل انعام یافتہ سائنس دان پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام کے خطاب کے پروگرام کی اچانک منسوخی کی بنا پر بڑی تعداد میں لوگوں کو مایوس لوٹنا پڑا۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے اتوار کی سہ پہر ھمیر سمتھ ٹاؤن ہال میں پاکستان سوسائٹی برائے ترقی سائنس و ٹیکنالوجی کے زیر اہتمام اجتماع سے "پاکستان میں تعلیم و سائنس کے موضوع پر خطاب کرنا تھا۔ تقریب میں شرکت کے لئے کوئی پابندی نہ تھی۔ سوسائٹی کے سیکرٹری نے ہال میں آنے والے خواتین و حضرات سے معذرت کی۔ اور تحریری طور پر یہ نوٹس لگایا کہ "پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام اچانک طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے نہیں آسکے"۔ لیکن لیکچر کے بعض منتظمین کا خیال تھا کہ بعض انتہاء پسند مذہبی لوگوں کی جانب سے یہ دھمکیاں دی گئی تھیں۔ کہ وہ مجوزہ اجتماع میں ڈاکٹر عبدالسلام کا خطاب نہیں ہونے دیں گے۔

مرزائی اخبار کی دروغ گوئی

مولانا محمد اکرم طوفانی کی وضاحت

قادیانیوں کے من گھڑت اخبار الفضل میں سرگودھا کے کارکنوں کے متعلق اس خبر کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں جس میں انہوں نے سرگودھا کے کارکنوں پر الزام عائد کیا ہے کہ کانفرنس کے اختتام پر مسلمان نوجوانوں نے بسوں پر کھڑے ہو کر ننگا ڈانس کیا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ختم نبوت کانفرنس کے اختتام کے بعد جب ہم واپس بسوں پر ختم نبوت زندہ باد اور مرزائیت مردہ باد کے نعرے لگاتے واپس آرہے تھے تو قادیانیوں نے (ربوہ) پولیس کی ملی بھگت سے مسلمان نوجوانوں پر پتھراؤ شروع کر دیا جس سے ہمارے گیارہ کارکن زخمی ہو گئے جب ہم نے واپس جانے کے لیے بس رکوائی تاکہ تھانہ ربوہ میں پرچہ درج کرا دیں تو پولیس نے نوجوانوں پر لاٹھی چارج کیا اور وہاں سے واپس جانے پر مجبور کر دیا اور ہمیں واپس مجبوراً آنا پڑا۔ سرگودھا پہنچ کر ہم نے ایس پی جھنگ عبدالقدیر بھٹی صاحب کو اطلاع دی کہ ہمارے کارکنوں پر حملہ ہوا ہے جس پر آپ فوراً تھانہ ربوہ پرچہ درج کرنے کا حکم دیں مگر بار بار یاد دہانیوں کے ابھی تک ان قادیانی غنڈوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی پرچہ درج ہوا ہے جس کی اصل وجہ قادیانیوں اور جھنگ پولیس کی آپس میں ملی بھگت ہے۔

وفاقی حکومت قادیانیوں کو لگام دے

اور ان کے رسائل پر پابندی لگائی جائے

کوٹ غلام محمد ۔ گزشتہ دنوں مجلس ختم نبوت کے نائب صدر محمد شفیع آزاد، جوائنٹ سیکرٹری شبیر احمد میوانی، خزانچی محمد صدیق و دیگر کارکنوں نے ختم نبوت یوتھ فورس کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ...... کہا کہ گزشتہ دنوں بے نظیر بھٹو نے اپنے ایک بیان میں کہا تھا کہ ہم آئین اور قانون کی حکومت پر

قادیانیوں کو جلد از جلد

کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے

کوٹ غلام محمد ۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیوں اور اسلام دشمنوں کے خلاف اپنی جدوجہد کو جاری رکھے گی ان خیالات کا اظہار گزشتہ جمعہ ختم نبوت یوتھ فورس کنری کے صدر صفدر مغل نے اپنے کوٹ غلام محمد کے تنظیمی دورے پر ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا ملک میں بعض کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کا تقرر باعث تشویش ہے کیونکہ قادیانی یہودیوں کے ایجنٹ اور اسلام کے بدترین دشمن ہیں انہوں نے خطاب کرتے ہوئے پریس سیکرٹری یوتھ فورس کنری عبدالجبار تبسم نے کہا کہ اقوام متحدہ میں نسیم احمد کو جو کہ پاکستانی ترجمان کی حیثیت سے فرائض ادا کر رہے ہیں برطرف کیا جائے تاکہ مسلمانوں میں پھیلی ہوئی بے چینی کا خاتمہ ہو سکے۔ بعد ازاں انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹ غلام محمد کے لیے حافظ عبدالغنی حسین قائم خانی کو صدر ہونے پر مبارکباد پیش کی۔

اٹک میں انوی ٹیشن ہاکی ٹورنامنٹ سے کمنٹیٹر کے فرائض انجام دینے والے قادیانی ٹیچر کو مظاہرہ کے بعد الگ کر دیا

اٹک (نامہ نگار) آل پاکستان اٹک انوی ٹیشن ہاکی ٹورنامنٹ میں کمنٹیٹر کے فرائض انجام دینے والے قادیانی ٹیچر کے خلاف ختم نبوت یوتھ فورس اور ختم نبوت اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے سینکڑوں نوجوانوں نے ہاکی اسٹیڈیم میں زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا۔ قادیانی کمنٹیٹر مظاہرین کے جوش و غضب کی تاب نہ لاتے ہوئے موقع سے فرار ہو گیا تفصیل کے مطابق ٹورنامنٹ کے منتظمین سے ختم نبوت یوتھ فورس کے ذمہ داران نے اپیل کی تھی کہ وہ اناؤنسر کے فرائض قادیانی شخص سے انجام نہ دلائیں۔ اس سلسلہ میں قادیانی ٹیچر کی موجودگی میں ٹورنامنٹ کمیٹی کے سیکرٹری ذاہد سوف اور منتظمین کے درمیان مذاکرات ہوئے ان مذاکرات میں قادیانی ٹیچر نے اپنے قادیانی ہونے کا بھی اعتراف کر لیا تھا جس کے بعد پنجاب کے جنرل سیکرٹری فخر الاسلام فیصل نے ٹورنامنٹ کے منتظمین کو کھلے الفاظ میں واضح کر دیا کہ آئندہ میچ میں مذکورہ قادیانی ٹیچر ٹورنامنٹ میں کوئی ذمہ داری انجام نہیں دے گا لیکن اس تنبیہ کے باوجود اصلاح احوال نہ ہونے کے نتیجہ میں ختم نبوت یوتھ فورس اور ختم نبوت اسٹوڈنٹس کے نوجوانوں نے ٹورنامنٹ میں ایک اہم میچ کے دوران زبردست مظاہرہ کر کے قادیانی ٹیچر کی زبردست پٹائی کی، اور جس وقت تک ٹورنامنٹ کمیٹی کے ذمہ دار افراد نے یقین دہانی نہیں کرائی اس وقت تک گراؤنڈ کے اندر نوجوان دھرنا مار کر بیٹھے رہے اس کے بعد ختم نبوت کے پچاس رکنی وفد نے چیئرمین بلدیہ جناب شیخ شاہد صاحب سے ملاقات کی اور ان کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ چیئرمین صاحب نے مکمل یقین دہانی کرائی کہ آئندہ اس قسم کی صورتحال نہیں ہو گی بلکہ بلدیہ اٹک کے زیر اہتمام کسی بھی ٹورنامنٹ میں قادیانیوں کو ذمہ داری نہیں سونپی جائے گی۔

زندگی کا بیمہ

سجاد محمود، اکوڑہ خٹک

کیا فرماتے ہیں علماء شریعت بیمہ زندگی پالیسی کے بارے میں یا "جیون ساتھی منصوبہ" کیا اپنی یا اپنی اولاد وغیرہ کا بیمہ کرنا خداوند کریم کی نعمتوں سے صریح انکار نہیں۔ اور ایسے لوگ گناہ عظیم کے مرتکب نہیں ہوتے اور خاص کر جنہوں نے اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کی ہو۔ کیونکہ جاسے ایک ساتھی جو کر رہا ہے) اپنے گاؤں میں چیف امام ہیں۔ بیمہ پالیسی کا کام کرتا ہے اور لوگوں کو اپنی زندگی بیمہ کرنے کی تلقین کرتا ہے وہ ہمارے منع کرنے کے باوجود بات کو ٹال دیتا ہے۔

ج:۔ بیمہ کا موجودہ نظام سود اور جوئے کا مرکب ہے اس لئے کسی قسم کا بیمہ بھی جائز نہیں ہے جب تک کہ اس سے توبہ نہ کرے۔

بقیہ:۔ آستین کے سانپ

برسنے والے تمام مسلمانوں کی آنکھیں خون کے آنسو رو رہی تھیں ہر مسلمان کا دل زخموں سے چور چور تھا۔ لیکن اس وقت قادیان و ربوہ کی منحوس سرزمینوں پر قادیانی چراغاں کر رہے ہیں کیونکہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں فرزند اسلام کا بڑا ہاتھ تھا اس مجاہد ختم نبوت نے سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کو خصوصی طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے لئے کہا تھا چونکہ شاہ فیصل یہود کے ازلی دشمن تھے۔ اور وہ اسرائیل کے وجود کو برداشت نہ کرتے تھے۔ جبکہ قادیانی یہودیوں کے دیرینہ ایجنٹ ہیں اور ان کا آب و دانہ اسرائیل سے آتا ہے۔

باقی آئندہ

بقیہ:۔ عقیدۂ ختم نبوت

تعلق ان سے ختم ہے اور آئندہ میں ان سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھوں گا۔ جو میرا مرزائی لاہوری یا قادیانی گروہ (جو اپنے کو احمدی قادیانی احمدی لاہوری کہتے ہیں) سے تعلق تھا اس پر میں سب لوگوں اور ان گواہوں کے سامنے توبہ کرتا ہوں اور اپنے اسلام لانے کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ اسلام نامہ و توبہ نامہ ہر بالغ مرد و عورت کے لئے ضروری ہے۔

محترم حضرات و خواتین!

ہم نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے تعلق سے چند چیزوں پر روشنی ڈالی ہے (۱) قادیانی اور لاہوری دونوں گروپ کو کافر سمجھا جائے (۲) ان سے دنیا بھر میں مذہبی معاشرتی مکمل بائیکاٹ کیا جائے اور اگر ان میں سے کوئی مسلمان ہونا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں سے اپنی علیحدگی اور برأت کا اظہار کرے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس ذمہ داری سے ضرور عہدہ برآ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے (آمین) وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ:۔ تبلیغی جماعت

سب پرالی وغیرہ پر بیٹھ کر ایمان و یقین کی باتیں سنتے ہیں۔ اجتماع کے آخری دن اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکلنے والے کی وصولی کی جاتی ہے۔ اس کے بعد ان کو روانگی کی ہدایات دی جاتی ہیں۔ ہدایات کے بعد امت مسلمہ بلکہ ساری دنیا کے انسانوں کی اصلاح کے لئے اجتماعی دعا کی جاتی ہے۔

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ اس "دینی دعوت" کا حقیقت پر مبنی تعارف کراؤں۔ لیکن واقعہ در اصل یوں ہے کہ الفاظ کی بڑی سے بڑی تعداد ذاتی تجربہ اور عینی مشاہدہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ الفاظ یا تو آگے بڑھ جاتے ہیں۔ یا پیچھے رہ جاتے ہیں۔ کاغذی لباس جو بھی تیار کیا جائے گا۔ وہ پورے طور پر جسم پر نہیں آئے گا۔ یا ڈھیلا پڑ جائے گا۔ یا تنگ۔ شاید اسی بناء پر یہ حضرات کاغذی کاروائی کے قائل نہیں اور اللہ کے اس راستہ کو نکل کر دیکھنے کی دعوت دیتے ہیں۔

بقیہ:۔ سخاوت و حیا

تھا زرا جمال جہاں آرا سے مجھے بھی مستفید فرماتے جاتے اور مجھے بے شوق ملاقات پورا کر لوں تو آپ نے فرمایا کہ اس وقت تو مجھے جانے کی انتہائی جلدی ہے کیونکہ جنت میں سنا ہے عثمان غنیؓ نے ایک ہزار اونٹ غلے کے راہ خدا میں صدقہ کئے ہیں تو اس وجہ سے اللہ نے جنت میں خوش ہو کر ایک حور سے ان کا عقد کیا ہے مجھے اس میں شرکت کرنا ہے"۔ یہ ہے مقام عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء)

بقیہ ——— اداریہ

سے تائب ہوکر حلقۂ بگوشِ اسلام ہوگئے۔ پس ثابت ہوا کہ قادیانی جو کلمہ پڑھتے ہیں اس میں وہ خود مرزا قادیانی اور اس کے لڑکے مرزا بشیر ایم اے کی تحریرات کی روشنی میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی ملعون کو مراد لیتے ہیں۔

۲: جہاں تک قادیانیوں کے اسرائیل ایجنٹ ہونے کا تعلق ہے تو ہم یہ بات دعوے سے کہتے ہیں کہ قادیانی نہ صرف اسرائیل کے ایجنٹ ہیں بلکہ ہر اس طاقت کے ایجنٹ ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کی مخالف ہے۔

ہم نے گزشتہ شمارہ میں مرزا قادیانی کی کتاب روحانی خزائن جلد نمبر ۱۳ صفحہ ۳۵۰ کا عکس شائع کیا تھا اور مزید کچھ حوالہ جات بھی پیش کیے تھے جن میں مرزا نے خود کو "انگریز کا خود کاشتہ پودا" اور انگریز کا ایجنٹ ثابت کیا ہے۔ ہم نے ایک لاکھ روپے انعام کا چیلنج دیا تھا لیکن مرزا طاہر سمیت کسی قادیانی کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ ہمارا چیلنج قبول کرکے ایک لاکھ روپیہ انعام حاصل کرتا۔

الیا ہی مسئلہ اسرائیل کے ساتھ قادیانی تعلقات کا ہے ہماری اطلاع کے مطابق کسی مسلم جماعت کو ہی نہیں بلکہ عیسائی مشنوں کو بھی بغرض تبلیغ اسرائیل جانے کی اجازت نہیں ہے۔ قادیانی مذہب واحد مذہب ہے جس کا وہاں مشن موجود ہے۔ (ثبوت کیلئے ہم دو عکس شائع کررہے ہیں ایک قادیانیوں کی سالانہ رو داد کے ایک صفحہ کا عکس ہے اور دوسرا انولتے وقت کا جس میں قادیانی مربی اسرائیل صدر سے ملاقات کررہا ہے (اور ہدایات لے رہا ہے)

مرزا طاہر کا جناب عودہ صاحب سے یہ مطالبہ کہ وہ بتائیں کہ ان کے کتنے رشتہ دار اسرائیلی فوج میں تھے محض دھوکہ اور فریب ہے۔ اسرائیل فوج میں جو قادیانی موجود ہیں وہ خالص الخالص قادیانی ہیں جن کا تعلق ربوہ سے ہے۔ اگر مرزا طاہر یا اس کا پریس سیکرٹری اپنے دعوے میں سچے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ اس وقت ربوہ سے جو قادیانی بیرون ملک گئے ہیں کس کس ملک میں ہیں اور کیا کام کررہے ہیں ان تمام کی فہرست شائع کردیں اس طرح دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہوجائے گا۔

یہاں ہم یہ بات بھی بتلاتے چلیں کہ قادیانی نہ صرف اسرائیل کے ایجنٹ ہیں بلکہ مرزا قادیانی نے تو اسرائیلیوں سے اپنا خونی رشتہ بھی ثابت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ میں نصف فاطمی ہوں نصف اسرائیلی ہوں یعنی آدھا سید ہوں اور آدھا یہودی ہوں۔ اگر مرزا طاہر اور اس کے پریس سیکرٹری کو جرأت ہے تو کرے انکار۔؟

بہرحال حسن محمود عودہ صاحب نے اپنے بیان میں جن حقائق سے پردہ اٹھایا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہیں۔

۱۔ قادیانی مذہب جھوٹ کا پلندہ ہے۔

۲۔ وہ کلمہ میں محمد رسول اللہ سے مرزا قادیانی کو مراد لیتے ہیں

۳۔ اور ان کے اسرائیل سے گہرے تعلقات ہیں۔

بقیہ:- محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سے بڑھ کر نہیں۔ حضور کریم صلعم سے صحابہ کرام کو جس قدر محبت تھی اس زمانہ میں اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ محبوب کی خاطر سب کچھ قربان کرنا۔ راحت و عیش کو قربان کرکے فقر و فاقہ کو اختیار کرنا۔ اشاروں پر گردنیں کٹوانے کے لیے پیش کر دینا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ محبت کی انتہا تھی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی اور تھوک تک نیچے گرنے نہیں دیتے تھے۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے تو حضور کے اخلاق و عادات کو اپنایئے۔

بقیہ:- ایمان افروز واقعہ

دیا فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خاموشی میں نجات ہے۔ اے فاختہ! تم جب تک خاموش رہی۔ ہمارے تیرے محفوظ رہی۔ اور جب بولی تو نشانہ بن گئی۔ ملازم نے جو شہزادے کو کلام کرتے سنا تو دوڑتا ہوا بادشاہ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا حضور! شہزادے کو میں نے بولتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ سے وہ فریب کررہے ہیں جو بولتے نہیں بادشاہ کو غصہ آیا۔ اور جلاد کو حکم دیا کہ شہزادے کو دُرّے لگائے جائیں کہ اس نے اتنے روز ہم سے دھوکہ کیوں کیا! چنانچہ شہزادہ پٹنے لگا۔ پیٹا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا۔

صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صمت نجا

سچ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے!

کہ خاموشی میں نجات ہے۔ میں جب تک خاموش رہا مجھی بادام وغیرہ کھاتا رہا۔ اور جب بولا تو پٹنے لگا۔

قارئین کرام! ایک فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی برکت ہے کہ شہزادے نے سچے دل سے یقین کرکے ایک حدیث پر عمل کیا۔ تو اللہ پاک نے اس کو اپنی خاص رحمتوں سے نوازا۔ آج اگر ہم بھی سچے دل سے یقین و عمل کریں تو اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم کرے۔

بقیہ :- معنوئی حج

ہیں مشہور ہے کہ جب یہ کنواں پانی سے بھر جائے گا تو قیامت آجائے گی۔ اس وقت یہ کنواں خشک ہے۔

برکھور

کھور ایک جنگلی درخت ہے جسے پنجابی میں "جنڈ" اور سندھی میں "کنڈیری" اور بلوچی میں "کھور" کہتے ہیں۔ بر، خشکی کو کہا جاتا ہے، جنگل بھی مراد ہو سکتا ہے۔ اب اس درخت کا نام برکھور کر دیا گیا ہے۔ یہ درخت تربت بازار سے مغربی جانب ایک قبرستان سے ملا ہوا ہے۔ علاقہ کے نخلستان کے دامن میں واقع ہے۔

حج بیت اللہ منسوخ ہے، اس کا قائم مقام حج کوہِ مراد ہے؛

ماخذ :- کمال احتیاط سے کسی ذکری نے دستیاب شدہ نسخوں میں کوہ مراد کی زیارت کو حج نہیں لکھا ہے اور ذکری کتب میں کوہِ مراد کا تذکرہ ہے مگر حج بیت اللہ یا خانہ کعبہ کا نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ خانہ کعبہ کی ان کے یہاں کوئی حیثیت نہیں۔ ورنہ خانہ کعبہ کی زیارت وغیرہ کا ضرور ذکر ہوتا۔ ذکری کوہ مراد کی زیارت کو حج کا درجہ دیتے اور اس جیسا اہتمام کرتے ہیں۔

دیکھئے سپاسنامہ بنام جام غلام قادر صاحب۔ اور قرائن سے حج محسوس کریں گے۔

(۲) قدیم ذکری رہنما شے محمد قصر قندی نے ایک مسئلہ لکھا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ذکریوں کے ہاں حج فرض نہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

مسئلہ : اگر ترا پرسند کہ چہ روز بود کہ حضرت مہدی علیہ السلام از مدینہ روان شد۔

جواب : بگو کہ آں روزِ عید بود کہ بر نمازیان حج فرض شد و بر ذکریان ذکر فرض آمد

(قلمی نسخہ شے محمد صہ ۱۲۳)

یعنی اگر تجھ سے پوچھیں کہ مہدی کس دن مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے جواب کہو کہ وہ عید کا دن تھا۔ اس دن نمازیوں پر حج فرض ہوا تھا اور ذکریوں کیلئے ذکر فرض ہوا۔ (واضح رہے کہ نمازی عام مسلمانوں کو کہا جاتا ہے)۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس وقت نمازیوں پر حج فرض ہوا تھا ذکریوں پر فرض نہ ہوا تھا۔ حالانکہ احکام بیک وقت سب پر فرض ہوتے ہیں۔ ذکری اپنے آپ کو مہدی کا امتی قرار دیتے ہیں ان کا دین اور ہے۔ اس لئے وہ حج خانہ کعبہ کو اپنے لئے فرض نہیں سمجھتے۔

(۳) ذکری پاکستان کے وجود میں آنے سے قبل کوہِ مراد کی زیارت کو حج کہتے تھے اور یہی بات ہر خاص و عام میں مشہور ہے لیکن پاکستان بننے کے بعد کفر سے بچنے کیلئے اس کو محض زیارت کہتے ہیں۔

مزید شہادت

تمام مؤرخین اور وہ لوگ جو ذکری مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کر چکے ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ کوہِ مراد کی زیارت و طواف وغیرہ کو حج تصور کرتے ہیں۔ چند اقتباسات درج ذیل ہیں :

۱ : جام غلام قادر صاحب کا بیان ہے: "اس مقام کو ذکری فرقہ کے لوگ کعبہ کا درجہ دیتے ہیں"۔ (بلوچی دنیا فروری ۱۹۷۴ء)

۲ : جناب نسیم دشتی صاحب لکھتے ہیں: "کوہ مراد جو ذکری فرقہ کا خانہ کعبہ ہے (الی ان) ذکری لوگ حج کرنے کو آتے ہیں"۔ (بلوچی دنیا۔ فروری ۱۹۶۹ء)

۳ : جناب محمد ابراہیم شاد لکھتے ہیں: "انہیں حج کے لئے مکران سے باہر نہیں جانا پڑتا۔ ان کا قبلہ کوہِ مراد ہے (الی ان) چمنیاں حج کے موقع پر روشن کر دی جاتی ہیں"۔ (بلوچی دنیا۔ ستمبر ۱۹۶۵ء)

۴ : جناب کامل القادری صاحب لکھتے ہیں: "کوہِ مراد پر حج کرنے کیلئے روانہ ہونے سے پہلے اس کنواں پر بعد غروب آفتاب ذکری جمع ہوتے ہیں اور بعد غسل کوہ مراد فریضہ حج ادا کرنے جاتے ہیں۔ (الی ان) ۱۹۶۹ء میں گو کوہِ مراد پر ذکری حج کیلئے بڑی تعداد میں آتے ہیں"۔ (ہفت روزہ لولیس دورہ مکران نمبر ۱۹، مارچ ۱۹۶۹ء)

۵ : جناب غلام محمد نور الدین صاحب لکھتے ہیں: "بیت اللہ کی بجائے یہ کیچ کے پہاڑ کوہِ مراد کا حج پڑھتے ہیں"۔ (بلوچ و بلوچستان کا تاریخی جائزہ صہ ۳۵)

۶ : جناب پروفیسر حمید الدین صاحب لکھتے ہیں: "پسنی جانے والی سڑک پر کوہ مراد کی زیارت یا یوں سمجھئے کہ "حج" کرنے کیلئے جا رہے ہیں (الی ان) جو اُن کے نزدیک "کعبہ" کی حیثیت رکھتا ہے"۔ (سیارہ ڈائجسٹ جنوری ۱۹۷۶ء)

۷ : جناب قاضی عبدالرحیم صاحب لکھتے ہیں: "ان کا حج کوہ مراد پہاڑی ہے جو کہ تربت کیچ مکران کے قریب واقع ہے"۔ (مکران تاریخ کے آئینہ میں صہ ۱۰ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۴ء)

۸ : حضرت مولوی محمد موسیٰ صاحب دشتی لکھتے ہیں :- "و کوہ مراد را کہ ذکرِ آن گذشتہ بود قبلۂ خود مقرر دہ اند (الی ان) برای زیارت و طوافِ کوہ مراد فراہم و جمع می شوند خاص در عید قربان"۔ (عمدۃ الوسائل صہ ۴۹)

۹ : حضرت مولانا قاضی عبدالصمد صاحب لکھتے ہیں: "بہمہ لام اینکہ از فرضیتِ حج بیت اللہ شریف منکر شدہ (الی ان) بجای آن زیارتِ کوہ مراد کہ در موضع تربت در کیچ مکران مقرر فرمودہ است"۔ (تبرِ اسلام بر کھور ذکریان صہ ۸)

(بشکریہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کوئٹہ)

بقیہ :- آپ کے مسائل

ہے یا آدمی کو جو ضروری رکعات پڑھنی چاہئیں جنہیں ان رکعات کو تو ضرور معمول بنائے۔ یہ رکعات کس حدیث سے ثابت ہیں۔ یا آدمی کو کتنی رکعات پڑھنی چاہئیں جس سے اس کی پوری اور صحیح نماز سمجھی جائے

ج۔ عشاء کی نماز میں چار رکعتیں فرض ہیں، دو رکعتیں فرض کے بعد سنت مؤکدہ ہیں۔ اور تین رکعتیں وتر واجب ہیں۔ اس کے علاوہ باقی رکعتیں سنت غیر مؤکدہ اور نفل ہیں۔

وعظ گھر گھر بیان کرنا منع ہے

محمد حسین بلوچ ــــــ پنجگور

س :۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے جبکہ آج کل تبلیغی بھائی الف سے واقف نہیں بالکل جاہل اور ان پڑھ ہیں۔ اس کے باوجود وہ لوگوں کو وعظ کرتے ہیں۔ ان کی وعظ صرف سنی سنائی باتوں تک محدود ہوتا ہے۔ وعظ کے دوران کسی بات کو قرآن حدیث کی روشنی میں وضاحت نہیں کر سکتے ہیں۔

ج۔ تبلیغی حضرات چھ نمبر بیان کرتے ہیں۔ اور وہ وعظ دوسروں کو نہیں کرتے بلکہ اپنے دل میں اتارنے کے لئے بیان کرتے ہیں۔ بہر حال اپنی طرف سے گھڑ کر کچھ نہ کہیں۔ بلکہ بزرگوں کی سنی ہوئی باتیں بیان کر دیا کریں تو کوئی اشکال نہیں۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-16o

منظوم مناقب اُمّ المومنین

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ، طیبہؓ، طاہرہؓ، حمیراؓ

زہے عزّو شان و وقارِ حُمیراؓ ہیں ختم الرسلؐ تاجدارِ حُمیراؓ

تسلّی کو جبریلؑ قرآن لائے جو دیکھا رُخِ سوگوارِ حُمیراؓ

ہے رفعت میں عرشِ بریں سے فزوں تر کہ مدفن نبیؐ کا ہے دارِ حُمیراؓ

اِفک کے بارے میں "النور" اُتری بہت بڑھ گیا اعتبارِ حُمیراؓ

تلاوت عبادت و تبلیغِ دیں میں گزرتے تھے لیل و نہارِ حُمیراؓ

اکابر اصاغر صحابہؓ نبیؐ کے دل و جاں سے تھے سب نثارِ حُمیراؓ

شب و روز جبریلؑ تشریف لاتے تھا مہبطِ وحی کا حصارِ حُمیراؓ

اٹھارہ کے سن میں وفاتِ نبیؐ پر لُٹا دِل کا چین و قرارِ حُمیراؓ

مدینہ چلیں گے تو دیکھیں گے مصباحؔ

ہے جنت بقیع میں مزارِ حُمیراؓ

خواجہ محمد مصباح الدین راٹھور ایم اے —— منڈیکے گورایہ، سیالکوٹ